Paradise Lost

John Milton

ملٹن

پیراڈائز لوسٹ

اردو ترجمہ

سید عرفان علی

www.SyedIrfanAli.com

انگریزی ادب کی تاریخ

تمام بہترین کتب کے تراجم

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم آڈیو اور ٹیکسٹ ڈاؤن لوڈ کریں

اس کتاب کی آڈیو بک ڈائون لوڈ کریں



www.server555.com

www.SyedIrfanAli.com

تاریخ ساز انگریزی ادب

جان ملٹن

کے دور میں پہنچ گیا

تمام کتب کے اردو تراجم سید عرفان علی کے قلم سے		
The Medieval Period 455 CE-1485 CE		
450-1066 A.D.	Old English (O.E) or Anglo-Saxon Period	Beowulf
1066-1500 A.D.	Middle English Period	Piers Plowman
1392 The Canterbury Tales - Geoffrey Chaucer		
1350-1400 A.D.	The Age of Chaucer	The Canterbury Tales
The Renaissance / Reformation 1485-1660		
1485-1558	Early Tudor Period	Martin Luther, Edmund Spenser
1558-1603 A.D.	The Elizabethan Age	Early works of Shakespeare, Marlowe, Kyd, and Sidney.
1603-1625 A.D.	The Jacobean Age	Shakespeare's later work include Aemilia Lanyer, Ben Jonson, and John Donne.
1625-1649 A.D.	The Caroline Age	John Milton, George Herbert, Robert Herrick, the "Sons of Ben" and others wrote during the reign of Charles I and his Cavaliers.
1667		

پیراڈائز لوسٹ جان ملٹن

Paradise Lost
John Milton

1649-1660 A.D.	The Commonwealth Age/ Puritan Age / Age of Milton	Under Cromwell's Puritan dictatorship, John Milton continued to write, but we also find writers like Andrew Marvell and Sir Thomas Browne.
The Enlightenment / Neo-classical Period 1660-1785 A.D.		
1660-1700 A.D.	The Restoration Period or The Age of Dryden	John Dryden, John Locke, Sir William Temple, and Samuel Pepys, and Aphra Behn
Alexander Pope The Rape of the Lock 1712		
1726 Gulliver's Travels Dr. Jonathan Swift		

No.	Date	Name of Period
1.	450-1066 A.D.	Old English (O.E) or Anglo-Saxon Period
2.	1066-1350 A.D.	Anglo-Norman Period
3.	1350-1400 A.D.	The Age of Chaucer
4.	1066-1500 A.D.	Middle English Period
5.	1500-1600 A.D.	The Renaissance or the Early Modern Period
6.	1558-1603 A.D.	The Elizabethan Age
7.	1603-1625 A.D.	The Jacobean Age
8.	1625-1649 A.D.	The Caroline Age
9.	1649-1660 A.D.	The Commonwealth Age
10.	**1620-1660 A.D.**	**The Puritan Age or The Age of Milton**
11.	1600-1785 A.D.	The Neo-classical Period

پہلی کتاب

ملٹن

پیراڈائزلوسٹ

BOOK-1

The Theme, Man's Fall, Stated

نظم کا موضوع

آدم کا جنت سے نکالا جانا

اس عظیم ادبی کارنامہ کی ابتداء میں ملٹن اپنی رزمیہ نظم کا موضوع بیان کر رہا ہے۔

یعنی آدم کے جنت سے نکالے جانے "Paradise Lost" کی وجوہات

اور Jesus Christ کی وہ قربانیاں جن سے انسانی دکھوں اور تکالیف کا ازالہ ہوا۔

Invocation to the Muse and the Holy Spirt Spirit of God

ملٹن شاعری کی پاک اور مقدس دیوی سے مخاطب ہے

(بالکل اسی طرح جیسے 2500 سال قبل Homer نے O Goddess... سے ابتداء کی تھی)

اور اس سے درخواست کر رہا ہے کہ وہ اس میں ہمت پیدا کرے کہ وہ بتائے انسان کی پہلی حکم عدولی disobedience کے بارے میں جو کہ اس نے جنت کے ممنوعہ درخت forbidden tree کے ذائقے کو چکھ کر کی۔

جس سے جنت Eden اس سے چھین لی گئی

اور یہی چیز دنیا میں ہماری ہر قسم کی تکالیف کا باعث بنی اور موت بھی اسی سے آنی شروع ہوئی۔

لیکن پھر مسیحا نے وہ کھویا ہوا مقام دوبارہ دلایا۔

میں اسی شاعری کی دیوی سے درخواست کر رہا ہوں جس نے اس گڈریے میں جوش پیدا کیا Oreb اور Sinai کی پہاڑیوں پر جس نے اسرائیلیوں (قدیم یہودیوں) کو یہ بتایا اور اس چیز کی تعلیم دی کہ یہ زمین و آسمان سخت ابتری و بد نظمی کے دامن سے کس طرح تخلیق کئے گئے۔ یا پھر Sion کی پہاڑی (جس پر Jerusalem تعمیر کیا گیا تھا) اور Siloa کی ندی جو Jerusalem میں خدا کے مندر کے پاس سے تیزی سے بہتی ہے تمہیں زیادہ خوشی دیتی ہے۔ اے مقدس آسمانی خیال، روح شاعری، بلند تر موضوع کے اس گیت کے لکھنے میں میری مدد فرما۔ یہ موضوع کلاسیکی (یونانی شاعروں) سے کہیں بلند تر ہے جنھوں نے اپنی مدد Mount Helicon سے لی۔

میں تو ایک ایسے موضوع کا انتخاب کر رہا ہوں جس پر اس سے پہلے نہ تو نظم میں لکھا گیا اور نہ ہی نثر میں۔ اے میرے خدا تمہارے نزدیک ایک پاکیزہ دل تمام عبادت گاہوں سے بہتر ہے۔ مجھے راستہ دکھاؤ کیونکہ تم ابتداء سے اس وسیع و عریض کائنات پر محیط ہو اور اسے تم نے ہی زندگی دی ہے۔ لہذا میرے اندھیروں کو اجالوں میں بدل دو۔ میری خامیوں کو دور کر واور

اس عظیم مقصد کے لئے مجھے عظیم سوچ دو تا کہ اس عظیم موضوع کے ذریعے سے میں بیان کر سکوں کے خدا انسانوں سے کس قدر محبت کرتا ہے اور اس کا برتائو انسان کے ساتھ کس قدر انصاف پر مبنی ہے۔

Matter of the poem-

Man's Fall, brought about by Satan in revenge for his expulsion from Heaven

اپنے جنت سے نکلوائے جانے کے انتقام کے طور پر شیطان کا بدلہ لینا اور آدم کو بھی جنت سے نکلوا دینا

وہ وجوہات مجھے بتائو جن کے باعث ہمارے بزرگ (آبائو اجداد) بھٹک گئے گمراہ ہوئے۔ کیونکہ خدا نے تم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی ہے۔ نہ ہی جنت نہ ہی دوزخ۔ خدا تو ہمارے بزرگوں سے بے حد محبت رکھتا تھا اور وہ تو در حقیقت تمام ہی چیزوں کے مالک تھے مگر صرف ایک چیز سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ تو انہوں نے خدا کی نافرمانی کیوں کی؟ انہیں اپنے راستے سے کس نے بھٹکا

یہ شیطان ہی تھا۔ یہ غدار تھا اور اسی وجہ سے انتقام کا بے حد جذبہ رکھتا تھا اور اسی جذبے نے اسے مجبور کیا کہ وہ Eve یعنی کل انسانوں کی ماں حوا کو دھوکا دے (Eve کو گمراہ کر دیا)۔ اسکے تکبر کی وجہ ہی تھی کہ وہ کچھ دوسرے باغی فرشتوں کے ساتھ جنت سے نکال دیا گیا۔ اب اس (شیطان) کی خواہش یہ تھی کہ اسکا مقام خدا کے برابر ہو اور اسے اس چیز کا یقین بھی تھا کے وہ یہ مقام حاصل کر لے گا۔

اپنے اسی نظریہ کی وجہ سے اس نے خدا کی بزرگی اور برتری کو چیلنج کر دیا۔ جس سے جنت میں ناپاک جنگ کی ابتداء ہوئی اور اس کا نتیجہ کیا تھا! شیطان کی شکست! خدا نے اسے جنت سے نکال دیا اور اسے جہنم میں پھینک دیا۔ جہاں مکمل اندھیرے ہیں، آگ

ہے اور تباہی و بربادی ہے۔ چونکہ اسنے یہ جرات کی تھی کہ وہ خدا سے بغاوت کرے اسی لئے آگ کے عذاب کے اندر سخت

Satan Fallen From Heaven to Hell

شیطان جنت سے نکال کر جہنم میں پھینک دیا گیا

جنت سے نکالے گئے اپنے ذلیل دہشتناک ساتھیوں کے ہمراہ وہ نو دن اور نو راتوں تک گھبراہٹ کی حالت میں آگ کے گڑھے میں ادھر ادھر لڑھکتا رہا۔ وہ مرا نہیں کیونکہ اسے ہمیشہ زندہ رہنا تھا۔ اسے یہ بات سخت پریشان کر رہی تھی کہ اس سے خوشیاں چھینی جاچکی ہیں اور اسے ہمیشہ دکھ درد میں رہنا ہے اور اب اسکے نصیب میں خدا کا مزید عذاب ہی ہے۔ اس نے جب اپنی غمگین مگر شدید نفرت ضد اور غرور میں بھری ہوئی آنکھوں سے ارد گرد دیکھا تو جہاں تک اسکی نظر گئی خوفناک منظر اور عذاب نظر آیا۔ یہ تھا چاروں طرف سے بند ایک قید خانہ آگ سے بھرپور ایک بھٹی مگر اس بھٹی کے آگ کے شعلوں سے روشنی کے بجائے اندھیرا ہی نکلتا تھا۔ دہشت زدہ کر دینے والی یہ جگہ وہ تھی جہاں کبھی ختم نہ ہونے والے ایندھن سے آگ کو پھیلا دیا گیا تھا۔ نہ تو یہاں کوئی امید تھی اور نہ ہی آرام مگر صرف عذاب جس نے کبھی ختم نہیں ہونا تھا۔ خدا جو کہ سب سے بڑا انصاف کرنے والا ہے نے ان باغیوں کے لئے ایسی جگہ پہلے سے ہی بنائی ہوئی تھی۔ جہنم کا یہ قید خانہ اس جگہ سے بالکل مختلف تھا جہاں وہ پہلے رہتے تھے اور جنت اور خدا سے تو اسکا فاصلہ بے حد ہی زیادہ ہے۔ اسکے ساتھی غم اور پریشانی میں مبتلا ہیں اور

کو دیکھا جو کہ طاقت اور گناہ دونوں میں ہی اسکے Beelzebub شدید آگ کے سیلاب سے سخت پریشان۔ اسنے اپنے نزدیک

Satan First Speech to Beelzebub: Being Immortal, Stan Resolves To Carry On Eternal War With God

شیطان کا بی ایل زے بب سے پہلا خطاب

میرا خیال ہے کہ تم وہی ہو جو کہ میرے سب سے مظبوط ساتھی تھے جو کہ جنت کی روشنیوں کے شاندار ماحول میں بہترین لباس میں رہتے تھے۔ مگر اب تم کتنے بدل چکے ہو اور کس قدر شکست کھائے ہوئے لگتے ہو۔ ہماری گہری دوستی تھی ایک جیسی سوچیں تھیں اور ہمیں کامیابی اور ناکامی کا بھی مشترکہ یقین تھا۔ اور اب اس وقت جبکہ ہم جنت کی بلندیوں سے جہنم کے گہرے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اب بھی اکٹھے ہیں۔ اس (خدا) کی عظمت اس سے ثابت ہے جسطرح اسنے ہمیں انتہائی گہرائیوں میں دھکیلا ہے۔ ہمیں اپنی شکست سے پہلے تو اسکی عظمت و طاقت کا اندازہ ہی نہ تھا۔ مگر جو کچھ ہوا مجھے اس کا نہ تو کوئی پچھتاوا ہے اور نہ میں اس عذاب سے خوفزدہ ہوں جو کہ وہ اپنے غصہ کی وجہ سے دے سکتا ہے۔ اگرچہ میں جسمانی طور پر پہلے سے کمتر ہو گیا ہوں مگر میں اپنے شیطانی ارادوں پر پہلے کی طرح ہی گامزن ہوں۔ یہ اس گناہ کی آگ کا نتیجہ ہے جو کہ میرے اندر جل رہی ہے۔ یہی تو وہ وجہ ہے جسکی بنا پر میں نے خدا پر اعتراض کیا اور فرشتوں کے ایک بڑے گروہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا جو کہ خدا کی ظلم و بربریت کی مخالفت کرتے ہیں اور مجھے اپنا لیڈر مانتے ہیں، آسمانی میدانوں کی مشکوک جنگ اور خدا کی بادشاہت کو ختم کرنے کے لئے۔ اگرچہ یہ جنگ ہم ہار گئے ہیں مگر اب بھی جو چیزیں ہمارے پاس ہیں وہ نفرت بدلے کی آگ اور ہمارے

ناقابل متزلزل ارادے۔ اسکی تمام طاقت اور غصہ بھی ہم سے یہ چیز نہیں چھین سکا اور میری ذاتی پہچان اور عظمت اب بھی

کہیں زیادہ شرمناک ہے۔ ہماری قوت کبھی نہ ختم ہو گی یہی ہماری تقدیر ہے اور ہمارے پرانے تجربات بتاتے ہیں کہ نہ تو ہم طاقت میں اور نہ اسلحے میں کم ہیں بلکہ ہماری عقل تو اس خدا سے بھی زیادہ ہے۔ ہم کبھی بھی اپنے دشمن سے دوستی و سمجھوتہ نہیں کریں گے بلکہ ایک ایسی جنگ کا آغاز کریں گے جو کہ غداری اور قوت دونوں سے ہی لڑی جائے گی اور جسکی کامیابی کا ہمیں اٹل یقین ہے۔ ہمارا سمجھوتہ اس خدا سے تو بالکل نہیں ہو سکتا جس کو اس بار فتح مل گئی ہے اور بے حد خوش ہے اپنی فتح کی وجہ سے اور وہ ظالم حکمران اور اکیلا فاتح بن کر آسمان پر حکومت کر رہا ہے۔ ایک سخت تکلیف میں مبتلا اور مایوس ذلیل فرشتہ نے بلند آواز سے شیخی بھگارنی شروع کی اور اسکے ایک ہمت والے ساتھی نے اسکو جواب دیا۔

BEELZEBUB'S REPLY

بی ایل زے بب جواب دیتا ہے

The immortality of the rebel angels means eternal suffering for them.

ہمیں کبھی موت نہیں آئے گی اور اب ہماری خدا سے ہمیشہ ہمیشہ جنگ جاری رہے گی

اے فرشتوں کے بادشاہ تو نے ہمیں جنگ پر اکسایا اور ہماری راہنمائی کی اور تیری بہادری کی وجہ سے ہی آسمان پر بیٹھے بادشاہ یعنی خدا کی سلطنت ہل کر رہ گئی ہے۔ ہم سے جنت چھین لی گئی ہے اور ہم سخت عذاب اور ایسی حالت میں ہیں کہ ہم دکھوں اور

پریشانیوں میں مبتلا ہیں لیکن اس فاتح نے ہمیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب جھیلنے کی سزا کے طور پر لافانی کر دیا ہے۔ تاکہ ہم اسکی دوزخ

SATAN'S SECOND SPEECH TO BEELZEBUB:

شیطان کا بی ایل زے بب سے دوسرا خطاب ہمارا مقصد نیکی ختم کرنا اور برائی پھیلانا

His aim to oppose evil to God's good.

گزشتہ الفاظ کا شیطان کا فوری جواب آتا ہے کہ وہ جس نے ہمیں شکست دی ہے ہمارا پہلا اور آخری مقصد اسکے ہر ہر کام کی مخالفت کرنا اور برائی پھیلانا ہوگا۔ اسکی خواہش تو یہ ہوگی کہ برائی کی جگہ بھلائی لے لے مگر ہم اسے اسکے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور نیکی کو برائی میں تبدیل کریں گے۔ ہاں اسطرح وہ ہم سے ناراض ہوگا جو کہ ہمارا مقصد ہے۔ اور اگر میں غلط نہیں سوچ رہا تو مجھ میں یہ کام کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

Satan Proposes to Summon his followers (the Rebel Angels) tossing on the fiery lake of Hell

شیطان اپنے ساتھی باغی فرشتوں کو پکارتا ہے

آسمان کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے آگ کے شعلے جو کہ سخت غصے سے بھرپور تھے اب کم ہو چکے ہیں اور گرج چمک میں بھی کمی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جیت گیا تھا اور غصہ میں بھی تھا اسنے انتقام لینے والے منسٹرز کو واپسی کا حکم دیدیا ہے۔ یہ موقع

جو کہ جو غصہ کے کم ہونے پر دشمن سے ہمیں حاصل ہوا ہے ہمیں اس کا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس جگہ تو آگ بے حد شدید ہے مگر سامنے ایک میدان جو کہ سنسان اور دہشتناک ہے وہاں ہمیں جا کر آرام کرنا چاہئے اور اپنی قوتوں کو جمع کرنا چاہئے اور آپس

آئو کچھ مدد حاصل کریں امید سے۔

SATAN DESCRIBED

شیطان کا حلیہ

شیطان اپنے قریبی ساتھی سے مخاطب تھا۔ شیطان کی مثال ایسی ہی تھی جیسی بہت بڑی بڑی بلائیں جن کے کئی کئی سر اور ہاتھ ہوں یا سو سو سر والے اژدہے یا بے حد خطرناک بلائیں جو سمندر میں تیرتی ہیں۔۔ لہروں میں اسکا سر باہر نکلا ہوا تھا آنکھوں میں وحشت و جنون اور جسم کے دیگر حصے جو کہ بہت بڑے تھے اور کافی ساری جگہ میں پھیلے ہوئے تھے۔

SATAN PERMITTED TO RISE FROM THE FIERY LAKE OF HELL

خدا نے شیطان کو جہنم سے نکلنے کی آزادی دے دی

آگ کے دریا میں شیطان زنجیروں میں جکڑا ہوا پڑا تھا۔ وہ خواہش کے باوجود اپنے سر کو وہاں سے نہ نکال سکا۔ خدا کی طرف سے اسے اجازت دے دی گئی تھی کہ وہ اپنے شیطانی منصوبے بنائے مزید گناہ کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ سزا کا مستحق ہو۔ وہ

جب لوگوں کو برائی کی طرف راغب کرے گا تو یہ برائی در حقیقت اس کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور انسان کے لئے خدا کی

SATAN AND BEELZEBUB FLY TO LAND. THE LAND IN HELL DESCRIBED

شیطان اور بی ایل زے بب زمین کی جانب اڑتے ہیں جہنم کی زمین کیسی تھی

شیطان ندی سے باہر نکلا اور اسکی بہت ہی بڑی جسامت کی وجہ سے آگ کی لہریں ایک خندق میں تبدیل ہوئیں۔ اپنے پروں پر پرواز کرتا ہوا وہ خشک زمین پر اتر گیا۔ یہ زمین ہی تھی ایسی جیسے کے سیال مادے سے جلایا گیا ہو۔ بد بو اور دھوئیں کی جگہ پر ایسی جگہ پر وہ اترا جہاں آگ جل رہی تھی۔ اسکے ساتھ اسکا مغرور ساتھی بھی پہنچ گیا۔ انکے خیال میں جس آگ سے وہ باہر نکلے تھے اسکی طاقت انہوں نے اپنے خدا سے نہیں لی تھی بلکہ یہ طاقت انہوں نے خود ہی حاصل کر لی تھی۔

SATAN SPEAKS TO BEELZEBUB- SATAN THIRD SPEECH

شیطان کا بی ایل زے بب سے تیسرا خطاب

کیا یہ وہی زمین ہے جو ہمیں جنت کے بدلے میں ملی ہے۔ کیا اب ہمیں خوبصورت جنت کے بجائے اس افسوس والی جگہ پر رہنا پڑے گا۔ یہ اس خدا کا فیصلہ ہے کیونکہ وہی اب جنت کا مالک ہے اور اسی کا حکم چلتا ہے۔ ہم عقل میں اسکے برابر اور وہ طاقت

میں ہم سے برتر۔ ہم اس خوبصورت جنت کو الوداع کہتے ہیں اور اے سب سے گہری کھائی تم ہمارا استقبال کرو۔ اگرچہ جگہ بدل

جنت کی غلامی یا جہنم کی بادشاہت۔ہاں جہنم کی بادشاہت جنت کی غلامی سے برتر ہے۔

SATAN PROPOSES TO SUMMON HIS FOLLOWERS

اپنے چیلوں کو ماننے والوں کو شیطان بلاتا ہے

شیطان نے کہا کہ ہمارے پکے ساتھی اب تک اس آگ میں کیوں ہیں اور وہ جو کہ ہمارے ساتھ شکست اور فتح میں شریک تھے اب ہمارے ساتھ کیوں نہیں ہیں۔ انہیں تو ہمارے ساتھ ہونا چاہیئے کہ ہم جنگ کریں جنت کو حاصل کرنے کی دوزخ میں مزید نقصان کرنے کی۔ بیلزیبب نے جواب دیا کے اے ہمارے لیڈر صرف آپکی ایک آواز اور حکم کی دیر ہے۔ وہ صرف ایک حکم پر آگ کی ندی سے نئی ہمت اور حوصلہ کے ساتھ یہاں موجود ہوں گے اگرچہ ان کو بے حد بلندی سے نیچے پھینکا گیا ہے۔

DESCRIPTION OF SATAN–As he moves to the shore

ساحل کی جانب جاتے ہوئے شیطان کا نقشہ

بیلزی بب کی بات ختم ہونے پر شیطان اپنے بہت بڑے نیزے اور ڈھال کے ساتھ ساحل کی طرف چلنے لگا۔ وہ تکلیف کے ساتھ پائوں آگے بڑھارہا تھا کیونکہ اب وہ جنت کے فرش پر نہیں بلکہ آگ سے جھلستی ہوئی زمین پر چل رہا تھا۔ تکلیف کی حالت میں وہ ساحل تک پہنچا اور اپنے بے ہوش ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

موسم خزاں کے پتوں کی طرح یا تیرتی ہوئی گھاس کی مانند یعنی تعداد میں بہت ہی زیادہ شیطان کے ماننے والے ساتھی جہنم کی آگ کے دریا میں پڑے تھے۔ وہ اب تک بے حد پریشانی کی حالت میں تھے۔

SATAN SARCASTICALLY ADDRESSES HIS FOLLOWERS THE REBEL ANGELS

اپنے ماننے والے باغی فرشتوں سے شیطان کا طنزیہ خطاب

جہنم شیطان کی بلند آواز سے گونج اٹھی۔ اسنے اپنے ساتھیوں کو اچھے الفاظ سے پکارتے ہوئے کہا کہ ان پر بے حد سختیاں اور آفات نازل کی گئیں۔ جو فتح یاب رہا وہ ان عظیم فرشتوں کو آگ میں پڑے ہوئے دیکھ رہا ہے۔ اور اب تم کیا ارادہ رکھتے

THE REBEL ANGELS COMPARED TO LOCUST

باغی فرشتے تعداد میں بہت زیادہ تھے جیسے ٹڈی دل

جہنم میں موجود شیطان کے ساتھی خزاں کے پتوں کی مانند بے تحاشہ تھے

اپنے لیڈر کی آواز پر پر انہوں نے اپنی تکالیف کی پرواہ نہ کرتے ہو فوری طور پر کھڑے ہو کر جواب دیا۔ یہ تھے شیطان کے ساتھی جو آگ سے بھرپور جہنم میں ہر طرف بہت ہی بڑی تعداد میں اڑ رہے تھے۔ شیطان کی ہدایت ملنے پر وہ نظم و ضبط کے

ساتھ زمین پر اترنے لگے اور تعداد میں بے پناہ ہونے کی وجہ سے زمین ان سے بھر گئی۔ انکی تعداد تو ان سے بھی زیادہ تھی جو

THE CHIEF OF REBEL ANGELS

باغی فرشتوں کے راہنما

عظیم دیوتائوں جیسے فرشتے جو کبھی جنت میں تھے اور انسانوں سے زیادہ اعلی تھے اب انکی بغاوت کی سزا کے طور پر نہ تو جنت میں انکا نام موجود تھا اور نہ حوا کے بیٹوں میں۔ وہ اپنے سردار شیطان کے قریب جمع ہونے لگے۔ زمین میں انکو نئے نام مل گئے یہ انسانوں کی آزمائش بھی تھی۔ امتحان بھی تھا اور خدا کے عذاب کے طور پر بہت سے لوگ خدا کو بھول کر انکی مختلف ناموں سے پوجا کرنے لگے۔

THE CHIEF REBEL ANGELS ARE DESCRIBED

باغی فرشتوں کے سردار کیسے تھے

عام ایک طرف کھڑے تھے جبکہ سردار زیادہ متحرک تھے انکی قربان گاہیں خدا کی قربان گاہوں کے ساتھ بننے لگیں اور انھوں نے عبادت کا دعوی بھی کر دیا۔ حتی کہ نیک عبادات کی جگہ برے رسوم نے لے لیں۔ ان میں بھی تھا جسکے اوپر MOLCH بھی ایسا ہی ایک سردار تھا۔ CHEMOS بچوں کی قربانی دی جاتی تھی۔ جس نے خدا کے گھر کے سامنے اپنا گھر بنوایا۔

نے اسکا خاتمہ کیا۔ پھر باری آئی بدروحوں کی جو جیسی چاہیں JOSIAH اسرائیلیوں پر اسکی عبادت کی وجہ سے عذاب آیا مگر شکل تبدیل کرسکتی تھیں۔ یہ تھیں مادہ ایشٹوریتھ اور بالم جنہوں نے اسرائیلیوں کو بہکا دیا اور وہ چھوڑ گئے اپنے اصل خدا کو اسی وجہ سے انکے دشمنوں نے انکو شکست دی۔ اسکے بعد ایسٹارٹے اور تھیموز کا نام آتا ہے ڈیگن کا نام آتا ہے ریمن کا نام آتا ہے

SATAN REVIVES THE COURGAE OF HIS FOLLOWER(REBEL ANGELS

شیطان اپنی تقریر سے باغی فرشتوں کا حوصلہ بلند کرتا ہے

غم میں مبتلا یہ شیطان کے ساتھی اپنے سردار کے غرور میں بھرے ہوئے الفاظوں سے تسلی حاصل کرکے اپنے جنگی سامان اور موسیقی کو بلند آواز سے بجانے لگے۔ پھر AZAZEL نے اس جھنڈے کو لہرایا جو سونے اور قیمتی موتیوں سے سجایا گیا تھا جسنے آسمان پر روشنی بکھیر دی۔ شیطان کے ساتھی اس جوش میں آئے کے انکے نعرے سے زبردست گونج پیدا ہوئی۔

THE REBELS ANGELS ARE MARSHALL IN BATTLE ORDER

خوبصورت موسیقی میں کئی ہزار ڈھالیں اور نیزے بے حد ترتیب کے ساتھ اندھیرے میں جگمگانے لگیں۔ موسیقی ان کی تکالیف کو کم کرہی تھی۔ وہ اب عقلمندی سے فتح حاصل کرنا چاہتے تھے اور شیطان کے سامنے موجود تھے۔ جس نے انکا غور سے جائزہ لیا۔ اتنی بڑی تعداد کو دیکھ کر وہ بے حد مغرور تھا کیونکہ اسنے انسان کی تخلیق سے لے کر اب تک کوئی بھی اتنی بڑی فوج نہیں دیکھی تھی۔ اور وہ اس فوج کا سردار تھا۔

SATAN AND HIS FOLLOWERS DESCRIBED; THEIR FADED FLORY

جب سورج ابھرتا ہے تو دھندلایا ہوا ہوتا ہے اسی طرح اگرچہ شیطان کی چمک دمک کم ہو چکی تھی۔ مگر وہ پھر بھی مکمل طور پر ختم نہ ہوا تھا۔ بلکہ اب بھی دوسروں میں ممتاز تھا۔ غصہ سوچ بہادری بدلہ اور غم اسکے چہرے سے نمایاں تھا۔ بغاوت کے جرم میں جنت سے نکالے گئے اسکے لاکھوں وفادار ساتھی اسکے اردگرد جمع تھے۔

SATAN FIFTH SPEECH

شیطان کا پانچواں خطاب

HE PROPOSES TO INVADE THE NEW WORLD WHICH GOD INTENDS TO CREATE

ایک نئی خبر یہ بھی گردش میں ہے کہ انسان ایک اور دنیا کو بنانے کا خیال رکھتا ہے اور یہ فرشتوں کے ہم مرتبہ ہوں گے۔ ہمیں ہمیشہ تو جہنم میں نہیں رکھا جائے گا تو ہمیں سوچ سمجھ کر اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اس نئی دنیا میں حملہ کرنا ہے یا کہیں اور۔ صلح اب ممکن نہیں اور اب جنگ اور صرف جنگ ہی باقی ہے چاہے یہ سامنے ہو یا چھپ کر۔ ان الفاظ کو سن کر اسکے ساتھیوں نے تلواریں نکال کر ہوا میں لہرائیں اور ڈھالوں پر ماریں۔ تمام جہنم میں اسکی زبردست گونج پیدا ہوئی اور انہوں نے خدا کے خلاف بولنا شروع کیا۔

THE BUILDING OF PANDEMONIUM

A COUNCIL OF REBEL ANGELS SUMMONED

Pandemonium میں شیطان کے حکم پر اسکے ماننے والوں کے ہر ہر گروہ سے وہ روحیں حاظر ہوئیں جو کہ دوسروں سے بہتر (بدترین) تھیں کیونکہ یہ ایک اجلاس تھا۔ شہد کی مکھیوں کی مانند وہ بے حد بڑی تعداد میں ہوا میں اڑ رہے تھے۔

THE FALLEN A NGELS REDUCE THEIR SIZE EXCEPT THE LEADERS

یہ شیطان کے ساتھی جو کے کبھی جسامت میں بے حد بڑے ہوتے تھے اب انہوں نے اپنے آپ کو چھوٹے بونوں سے بھی زیادہ چھوٹا کر لیا تھا۔ جو کہ تعداد میں بے حد زیادہ تھے۔ مگر انکے راہنما اب بھی اپنی اصل صورت میں تھے۔ جب سب اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے تو اجلاس کی کاروائی کا آغاز کیا گیا۔

پہلی چھبیس سطور

Lines 1–26: The Prologue and Invocation

تمہید دیباچہ ابتدائی تبصرہ اور شاعری کی دیوی سے مدد کی درخواست

OF Mans First Disobedience,

انسان کی اولین سرکشی

انسان کی پہلی نافرمانی

and the Fruit Of that Forbidden Tree,

اور پھل منع کیئے گئے اس درخت کا

whose mortal tast Brought Death into the World,

یعنی ملٹن شاعری کی پاک اور مقدس دیوی سے مخاطب ہے

(بالکل اسی طرح جیسے 2500 سال قبل Homer نے O Goddess... سے ابتداء کی تھی)

اور اس سے درخواست کر رہا ہے کہ وہ اس میں ہمت پیدا کرے کہ وہ بتائے انسان کی پہلی حکم عدولی disobedience کے بارے میں جو کہ اس نے جنت کے ممنوعہ درخت forbidden tree کے ذائقے کو چکھ کر کی۔ جس سے جنت Eden اس سے چھین لی گئی اور یہی چیز دنیا میں ہماری ہر قسم کی تکالیف کا باعث بنی اور موت بھی اسی سے آنی شروع ہوئی۔

With loss of *Eden*,

باغ عدن سے محروم ہو جانے کے بعد

till one greater Man Restore us,

جب ایک عظیم انسان مسیحا نے ہمارا کھویا ہوا وقار دوبارہ واپس دلوایا

and regain the blissful Seat,

اور ہم رحمتوں برکتوں کی اس جگہ جنت کو دوبارہ حاصل کر گئے

Sing Heav'nly Muse,

اے شاعری کی دیوی میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم بتاؤ

that on the secret top Of *Oreb*, or of *Sinai*,

کیونکہ تم نے ہی تو Oreb اور Sinai پہاڑیوں کی مقدس چوٹی پر

didst inspire

In the Beginning how the Heav'ns and Earth

Rose out of *Chaos*:

کہ شروعات میں ابتدا میں خدا نے کس طرح جنت اور زمین کو انتشار بے ترتیبی کی حالت سے ترتیب میں لاتے ہوئے تخلیق کیا

or if *Sion* Hill Delight thee more,

اور اگر Sion پہاڑ کی چوٹی تمہیں زیادہ خوشی دیتی ہے متاثر کرتی ہے

and *Siloa's* brook that flow'd Fast by the Oracle of God;

اور Siloa کی ندی جو تیز رفتاری کے ساتھ خدا کی عبادت گاہ خدا کے مندر کے پاس سے بہتی ہے

I thence Invoke thy aid to my adventrous Song,

اسی وجہ سے ان کا واسطہ دیتے ہوئے میں آپ سے مدد طلب کرتا ہوں اپنے اس عظیم کام پیراڈائز لوسٹ لکھنے کے لئے۔

That with no middle flight intends to soar Above th' *Aonian* Mount,

یعنی نظم اور نثر میں ایسی کوئی چیز آج تک نہیں پیش کی جا سکی جو میں پیش کرنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

And chiefly Thou, O Spirit,

اور اے دیوی خاص طور پر تم سے درخواست کرتا ہوں

that dost prefer Before all Temples th' upright heart and pure,

جس کے نزدیک ایک معصوم سچا اور بے لوث دل تمام مندروں اور گرجوں سے بڑھ کر ہے

Instruct me, for Thou know'st;

مجھے آپ کی مدد کی ضرورت ہے میری رہنمائی کریں۔ مجھے سکھائیں۔ کیونکہ آپ کو علم ہے

Thou from the first Wast present,

ابتدا میں صرف آپ ہی تو موجود تھے

and with mighty wings outspread

اپنے پھیلائے ہوئے طاقتور پروں کے ساتھ

Dove-like satst brooding on the vast Abyss

جیسے ایک فاختہ گہری سوچوں میں گم بیٹھی ہوتی ہے ہر طرف موجود خلا کے وسیع اندھیروں میں

And mad'st it pregnant:

اور اس میں زندگی کائنات تخلیق کر دی

What in me is dark

میرے اندر تو اندھیرے اور تاریکی ہے

یعنی مجھے چیزوں کا ادراک نہیں

Illumin, what is low raise and support;

تو ان تاریکیوں کو روشنی میں تبدیل کر دیں۔ میری خامیوں کو دور کر دیں۔

That to the highth of this great Argument

مجھے بلند خیالات اور ہمت عطا کریں اس عظیم کام کے شایان شان

I may assert Eternal Providence,

دوسری کتاب

ملٹن

پیراڈائز لوسٹ

BOOK-2

خدا سے شکست کے بعد شیطان اپنے ساتھیوں حواریوں کی فوج ساتھ جہنم میں موجود ہے۔

Pandæmoniumاپنے محل میں موجود شیطان پارلیمنٹ کے اجلاس کی کاروائی کر رہا ہے۔

شیطان اپنے بے مثال اور عالیشان شاہی تخت و تاج پر براجمان ہے جو قیمتی سونے چاندی ہیرے جواہرات سے تیار کیا گیا ہے۔

ملٹن دکھانا چاہتے ہیں کہ ایسی عالیشان چیزیں تو جہنّم میں ہی بہتر لگتی ہیں۔

شیطان اپنے آپ کو ایک بادشاہ کی طرح محسوس کر رہا تھا۔ اپنے غرور اور لالچ میں ہر چیز پر قبضے کی خواہش وہ رکھتا تھا۔

اپنی سابقہ غلطیوں اور جنگ میں شکست کھانے کے باوجود اسے دوبارہ لڑائی کی خواہش تھی۔

اپنی سوچوں کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو آگاہ کرنے کا ارادہ کیا۔

میرے ساتھیوں تم نے دیکھ لیا کہ اس جگہ پر اب ہم کسی کے غلام نہیں۔ جہنم میں اگرچہ پھینک دیے گئے ہیں لیکن ہماری لافانی

جس چیز کو درست خیال کریں اس راستے پر چلیں۔ ہم نے اب تک جو کچھ کیا اس سے ہماری شان و شوکت میں اضافہ ہی ہوا ہے اور ہم اب دوبارہ مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ ہمارا گھر اب ایک محفوظ جگہ پر ہے۔ میں اور خدا یعنی جنت اور جہنم کے حکمران یقینی طور پر ایک دوسرے سے حسد میں مبتلا ہوں گے۔ جہنم میں ہمارا اتحاد یقینی طور پر جنت کے اتحاد سے زیادہ ہے۔ جنت یقینی طور پر ہماری ہے۔ ہم اس کے لیے جنگ کریں گے اور اسے حاصل کر کے رہیں گے۔ اب سوچنے کی بات ہے کہ کیا ہم وہ جنگ کے ذریعے حاصل کریں یا پوشیدہ طریقے دھوکا دیتے ہوئے اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

بولو کیا کسی کے پاس کوئی تجویز ہے۔

جس نے پچھلی جنگ کے دوران سب سے زیادہ بہادری دکھائی تھی اور سب سے طاقتور بھی تھا اور اب جبکہ اس کی Moloch تکلیف نے اس کی مضبوطی اور عزم میں اضافہ کر دیا تھا وہ خدا کی برابری اور اتنی ہی طاقت حاصل کرنے کا خواہشمند تھا۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے ہر قسم کے خطرات کا سامنا کرنے کے لیے تیار بھی تھا۔ اس نے سخت گیر رویہ اختیار کرتے ہوئے کہا

کہ ہمیں جنگ کرنی چاہیے۔ میدان جنگ میں فریب کاریاں نہیں چلتیں۔ منصوبہ بندی کے لیے تو بہت وقت درکار ہوتا ہے جو کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہمارے حملہ نہ کرنے کی صورت میں خدا اپنی حکمرانی برقرار رکھے گا۔ یہی تو وقت ہے جب حملہ کر کے اسے تخت و تاج سے محروم کر دیا جائے۔ ہمیں اس وقت جو تکلیف اور غصہ ہے اس سے میدان جنگ میں خدا کو شکست دے کر فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ بہت مشکل نظر آتا ہے مگر ابھی حملہ کرنے کی صورت میں دشمن حیران و پریشان رہ جائے گا اور اس کے پیر اکھڑ جائیں گے۔ خدا ناراض ہو جائے گا کیا اس بات سے تم خوف محسوس کر رہے ہو۔ ہم جس بری حالت میں پہنچ چکے ہیں اس سے زیادہ زوال ممکن ہی نہیں ہے۔ کیا اس جہنم سے بھی زیادہ کوئی بری جگہ ہو سکتی ہے۔ جہنم کی کبھی ختم نہ ہونے والی تکالیف۔ ہاں اس سے بڑی سزا تو صرف موت ہے۔ جو وہ ہمیں دے سکتا ہے اور اس جگہ زندگی گزارنے سے

مگر حقیقت تو یہ ہے کہ ہم لافانی ہیں۔ تو اس چیز کا ہمیں بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے اور جنت پر بھرپور حملے کرنے چاہیئں۔

اگر فتح نہ سہی تو انتقام ہی سہی

نے اپنی رائے دی جو دلکش اور خوبصورت تھا۔ اداکاری اور دھوکا دینے میں ماہر کاہل Belial اس کی بات ختم ہونے کے بعد اور سست۔ اس کے الفاظ کانوں میں رس گھول دیتے اور اپنی بات منوا جاتے۔ ہم جنگ کریں گے یہ الفاظ کانوں کو اچھے لگتے ہمارا سب سے بہادر اور عظیم جنگجو ناامیدی کی حالت میں شدید بدلے کا خواہشمند ہے۔ بدلہ لینا کس طرح Molachہیں۔ ممکن ہے جب کہ جنت بہت ہی زیادہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ ہر طرف موجود بے شمار فرشتے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ نہ تو اچانک حملہ اس پر ممکن ہے بلکہ اس کی طرف تو دیکھنا بھی ممکن نہیں۔ کیا ہم جنگ کر کے خدا کو اس قدر ناراض کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں مکمل طور پر تباہ و برباد کر دے۔ کون اس طرح مرنے کا خواہش مند ہے۔ میں تو بالکل نہیں۔ خدا بہت ہوشیار ہے۔ وہ ہمیں مارے گا نہیں کیونکہ اسے علم ہے کہ موت کی تو ہماری بھی خواہش ہے۔ اسی لیے تو ہمیں زندہ رکھا ہوا ہے۔ تو وہ

ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا کر دے گا۔ دیکھو ابھی ہماری اتنی بری حالت نہیں ہے۔ ہم ایک ساتھ بیٹھے ہیں۔ ہتھیار ہمارے پاس ہیں اور ہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ جگہ ہمیں عذاب سے محفوظ رکھے ہوئے ہے۔ سوچو اس آگ سے بڑھکتی ہوئی لہر کو اور اس کے بھیانک شعلے۔ توبہ توبہ نا قابل برداشت۔ دوبارہ وہی کچھ ہمارا مقدر بنائی جا سکتی ہے۔ خدا کا تو صرف پیدا کیا گیا ایک طوفان ہماری تباہی و بربادی کے لیے کافی ہو گا۔ ہماری جنگ کی صورت میں ہمیں دوبارہ شدید ترین عذاب میں جلتی ہوئی آگ کی نہر میں ڈال کر عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ میں جنگ کی مخالفت کروں گا چاہے وہ فریب اور دھوکے سے دی

چاہیے تو شاید خدا ہمیں نظر انداز کرتے ہوئے ہمارے حال پر چھوڑ دے۔ اس ذلت آمیز جگہ پر ہم جلد ہی رہنے کے عادی ہو جائیں گے۔ کیا کہا جا سکتا ہے کہ شاید ہمارا مستقبل بہتر ہو۔ تو ہمیں انتظار کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے اپنا مستقبل تاریک نہیں کرنا چاہیے۔ اس نے بات ختم کی جس میں کوئی ہمت کا پہلو نہیں نکلتا تھا۔

Mammon نے بات کا آغاز کیا کہ جنگ کرنے کے باوجود جیتنے کے امکانات بہت ہی کم ہیں۔ ہر طرف نا امیدی ہے۔ جو چیز ہم سے چھین لی جا چکی ہے اسے جنگ کے ذریعے ہی حاصل کرنا ممکن ہے۔ دوسری صورت میں خدا ہمیں صرف اس صورت میں معاف کر سکتا ہے جب ہم اس کے قوانین پر عمل کریں۔ اس کی حمد و ثنا کریں اور اسے پھولوں کے گلدستے پیش کریں۔ میرے لئے ان چیزوں کو سوچنا بھی ممکن نہیں تو اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ہتھیاروں سے جنگ کر کے فتح بالکل بھی ممکن نہیں۔ جنت میں واپس جانا غلامی قبول کرنا ہے جو ہمیں قبول نہیں۔ تو ہمارے لئے جہنم ہی سب سے بہتر ٹھکانا ہے۔ جہنم میں آزاد زندگی گزارنا جنت کی غلامی سے بہتر ہے۔ جہنم کے اس دردناک حالات کے ہم جلد ہی عادی ہو جائیں گے اور اس جہنم کو جنت میں تبدیل کر سکتے ہیں۔

تو ہمیں غور کرنا چاہیے کہ یہاں کے حالات کو کیسے بہتر بنا سکتے ہیں۔ جنگ کا تو ہمیں تصور بھی نہیں کرنا چاہیے۔

اس کی بات ختم کرنے پر وہاں موجود شیطان کے ساتھی ہلکی آواز میں باتیں کرنے لگے۔ سب کو ہی اس کی باتوں میں سچائی نظر آرہی تھی۔ غصہ تو ان سب میں ہی تھا مگر یہ خواہش بھی کہ دوبارہ جنگ نہ ہو۔

Beelzebub جس کا رتبہ شیطان کے بعد سب سے بلند تھا کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی اور سب اس کی تجویز کا انتظار کر رہے تھے۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ آپ عظیم الشان طاقت کے حامل ہیں۔ جنت کی اولاد ہیں یا جہنّم کے شہزادے ہیں۔ جو لقب آپ کو اچھا لگے اپنے لئے منتخب کر لیں۔ آپ اس جہنم کو جنت بنانا تو چاہتے ہیں مگر یاد رکھیں کہ آپ یہاں قیدی ہیں اور یہاں کی حکمرانی بھی خدا کے ہی پاس ہے۔ خدا جہنم کو جنت میں تبدیل کرنے کی کیسے اجازت دے سکتا ہے۔ ہم جنگ اور امن کی گفتگو کیوں کر رہے ہیں۔ ہم تو پہلے ہی جنگ کر چکے ہیں اور شکست کھا چکے ہیں۔ ہم تو اب غلام ہیں۔ اس کے رحم و کرم پر ہیں کہ جیسی چاہے ہمیں سزا دے۔ اور بدلے کے طور پر اس کے علاوہ کیا کر سکتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ ہمیشہ نفرت کرتے رہیں۔ ہماری ہمیشہ ہی خواہش رہے گی کہ جنت کو دوبارہ حاصل کریں۔ مگر اس پر حملہ کبھی نہیں کریں گے۔

لیکن انتقام کا ایک اور طریقہ بھی ہے۔ جنت میں یہ افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ کہ خدا ایک نئی دنیا کی تخلیق کر رہا ہے۔ ایک نئی مخلوق کو بنا رہا ہے۔ جسے انسان کہا جائے گا اور شاید اب تک یہ تخلیق بھی کی جا چکی ہو۔ انسان ہماری طرح کا ہی ہو گا مگر اس کی صلاحیتیں ہم سے بہت کم ہوں گی۔ لیکن خدا اس سے فرشتوں سے زیادہ محبت کرے گا۔ اس نئی مخلوق انسان کے بارے میں ہمیں مزید معلومات حاصل کرنی چاہئں۔ شاید کمزور ہونے کی وجہ سے ہم اس پر جلدی فتح حاصل کر لیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ یا تو اس نئی دنیا کو تباہ و برباد کر دیں یا اس پر قبضہ کرنے کے بعد اسے اپنا مسکن بنا لیں۔ یا پھر کچھ ایسا ہو کہ اسے اپنے ساتھ ملا لیں تا کہ خدا غصے میں اپنی تخلیق کو اپنے ہی ہاتھوں تباہ کر دے۔ میرے خیال میں اس سے بہترین انتقام ممکن نہیں ہے کے خدا اپنی ہی بنائی ہوئی مخلوق کو اپنے ہاتھوں ہمارے ساتھ آگ میں جھونک دے۔

وہاں موجود سب نے ہی اس تجویز کو بہت پسند کیا۔

Beelzebub نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم نے ایک بہت عظیم فیصلہ کیا ہے۔اس کے کامیاب ہونے کی صورت میں یا تو جنت دوبارہ حاصل کر لیں گے یا جنت کی مانند کسی بہتر مقام پر منتقل ہو جائیں گے۔ مگر فی الحال وہ کونسا بہادر ہے جو جنت کے

وہاں موجود ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا تھا۔وہ جنگ میں تو مہارت رکھتے تھے مگر یہ فریب کاری کا کام تھا۔شیطان اس وقت کھڑا ہوا تا کہ اپنی عظمت کا سب کو یقین دلا سکے۔اس کی آواز خاموشی میں گونجنا شروع ہوئی۔ میں نے برا نہیں منایا آپ کہ آپ سب خاموش ہیں۔دراصل جہنم سے جنت کے درمیان راستہ ہی بہت طویل ہے۔یہ جہنم تو ہمارے لئے قید خانہ ہے۔جس کے مضبوط دروازوں سے نکلنا مشکل کام ہے۔اور اس کے باہر اتنا شدید اندھیرا ہے جس کی تاریکی آپ کو ہڑپ کر لے۔اور جو نئی دنیا تک پہنچنے میں کامیاب ہو بھی جائے گا نہ جانے وہاں کس کس طرح کے خطرے درپیش ہوں۔اگر اپنے دوستوں ساتھیوں کے لیے میں اس خطرے کو قبول نہ کروں تو پھر مجھے اس تخت و تاج کی بادشاہت کا بھی کوئی حق حاصل نہیں۔

میں جاؤں گا

ضرور جاؤں گا

اس دوران آپ دیکھیں کہ جہنم کس طرح کی ہے۔اسے دریافت کریں۔سوچیں کہ اسے کیسے بہتر بنایا جا سکتا ہے۔اور ہاں سخت نگرانی ہونی چاہیے تا کہ آپ پر حملہ نہ ہو سکے۔اس مہم کو سرانجام دینے کے لیے میں اکیلا ہی جاتا ہوں۔باقی سب خاموش تھے کیونکہ کسی میں جرات نہیں تھی کہ اس مشکل مہم میں شیطان کا ساتھ دے سکے۔دوسرے شیطان نے بھی کسی کو اپنے ساتھ جانے کی اجازت نہیں دینی تھی کیونکہ وہ یہ عظیم معرکہ اکیلا ہی سر کرنا چاہتا تھا۔

سب کو اس بات کا اندازہ تھا اور خاموش رہے۔

پھر اچانک سب اٹھے اور ان کے نعروں سے طوفان کی گرج کی مانند محل کا تمام ہال گونج اٹھا۔

شیطان ان کا خدا تھا۔ جس کے سامنے تعظیم میں سب نے سر کو جھکا لیا اور اس کی تعریف میں گیت گانا شروع ہوئے۔ وہ دعا کر

مجلس کا اختتام ہوا

کتنی حیران کن بات تھی کہ شیطان سے سب ہی خوش تھے اور شیطان کے سب ساتھی ایک ہی بات پر متفق بھی ہو گئے۔ جب کہ اگر وہاں انسان ہوتے تو ایسا ممکن نہ تھا۔

تمام بڑے ایک ترتیب کے ساتھ باہر آئے جن کے درمیان میں شیطان موجود تھا۔

شیطان کے ساتھی اس کے چاروں طرف جھنڈے اٹھائے ہوئے کھڑے تھے۔ شیطان کی شان میں موسیقی بجائی جا رہی تھی۔ وہاں پر موجود اس وقت ہر کوئی شادمان تھا خوش تھا۔ شیطان کی ہمت سے ہر ایک کو امید پیدا ہو چکی تھی۔

شیطان کی واپسی تک اچھا وقت گزارنے کے لئے ہر ایک نے اپنے آپ کو مختلف مشاغل میں مصروف کر لیا۔ اولمپک کی طرز پر کھیلوں کا آغاز کر دیا گیا۔ کچھ اپنے غصے کو پہاڑوں اور چٹانوں کو توڑ کر نکالنے لگے۔ کچھ نے وہ ترانے گانے شروع کر دیے جن میں بتایا گیا تھا کہ انہیں جنت سے کس طرح بے دخل کیا گیا اور میدان جنگ میں کیا کچھ ہو تا رہا۔

کچھ گروپ کی صورت میں نیکی بدی کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ قسمت تقدیر اور اختیار کے بارے میں بحث و مباحث چل رہے تھے۔ سب کا ہی وقت اچھا بسر ہو رہا تھا۔

کچھ جہنم کا جائزہ لینے چل پڑے کے شاید رہائش کے لئے کوئی بہتر جگہ ڈھونڈ سکیں۔ چار گروہوں میں انہوں نے اپنے آپ کو تقسیم کر لیا۔ چار دریاؤں کو عبور کرنے کے بعد وہ آگ کی ندی تک جا پہنچے۔

نفرت کا دریا Styx

غم کا دریا Acheron

چیخ و پکار رونے دھونے کا دریا Cocytus

اور آگ کا دریا Plegeton

اور ان دریاؤں سے کافی فاصلے پر Lethe دریا جس کا پانی پینے کے بعد انسان اپنی یادداشت بالکل ختم کر بیٹھتا تھا۔ جس کے

لعنت بھیجنے کے بعد انہیں جہنم میں اس لیے پھینکا گیا تھا تاکہ شدید گرمی اور شدید سردی انہیں پریشان کرے۔ شدید برف کے طوفانوں میں اپنے آپ کو جمتا ہوا محسوس کریں اور پھر شدید گرمی سے ان کے جسموں سے دھواں نکلنے لگے۔ Lethe دریا ان کے سامنے موجود تھا۔ جس کا پانی پی کر وہ اپنے درد و غم کو بھلا سکتے تھے۔ مگر اس کا پہرا تو خوفناک بلاؤں کے ذمے تھا۔ جیسے ہی کوئی پانی پینے کے لئے قریب آتا تو پانی خود بخود اس کے ہونٹوں سے دور چلا جاتا۔

سزا یافتہ فرشتوں کو یہ چیزیں خوفزدہ کرنے کے لئے کافی تھیں جو خدا نے ان کے لئے ہی تو تخلیق کی تھیں۔ اس لئے ان کا سامنا کرنا ہی تھا۔ یہ تو وہی جگہ تھی جہاں زندگی کو موت کا مزا چکھنا تھا اور موت کو زندگی کا۔

اور وحشتناک بلائیں بھی وہاں پر موجود تھیں۔

دوسری طرف شیطان جہنم سے باہر جانے کے لئے اس کے دروازے کی طرف محو پرواز تھا۔ دروازے اس قدر مضبوط کے نو تہیں ان پر چڑھی ہوئی تھیں۔ تین پیتل کی تین لوہے کی اور تین ایسی سخت چٹانوں کی جنہیں توڑنا ناممکن تھا۔ دروازے کو شدید

شعلوں نے گھیر رکھا تھا مگر دروازے پر آگ کا کوئی اثر نہیں پڑ رہا تھا۔ دروازے کے سامنے دو چوکیدار موجود تھے۔ جن میں

دوسرا کس طرح کا تھا یہ بتانا ہی مشکل تھا۔ ایک سایہ سا۔ دراصل جہنم کی دوسری خوفناک چیزوں کی طرح یہ ہیبت ناک تھا جس نے نیزہ ہتھیار پکڑا ہوا تھا اور سر پر تاج۔

شیطان کو قریب آتے ہوئے دیکھ کر فوری طور پر اس کی طرف لپکا تو اس کے قدموں کی حرکت سے زمین کانپنے لگی۔

شیطان اس سے متاثر تو ہوا مگر خوفزدہ نہیں۔ جن سے وہ خوفزدہ ہوتا تھا وہ صرف خدا اور اس کا بیٹا تھا۔ شیطان نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ میں باہر جانا چاہتا ہوں میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں نقصان اٹھانا پڑے گا۔

اس خوفناک مخلوق نے جواب دیا کہ تم ہی وہ بیوقوف باغی ہو جس نے جنت میں بغاوت کروائی۔ جس کے نتیجے میں ایک تہائی مخلوق خدا کے خلاف ہو گئی۔ مجھ سے مقابلہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔ میں یہاں کا بادشاہ ہوں۔ اپنے قید خانے میں واپس چلے جاؤ۔ جلدی سے۔ میرا حکم مانو۔ اس سے پہلے کہ میرا نیزہ تمہیں ختم کر دے۔

تمہیں میں اس قدر شدید تکلیف دے سکتا ہوں جس کا تم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہو گا۔

اس کی دھمکی پر شیطان بالکل پریشان نہ ہوا۔ اور اب وہ دونوں ایک دوسرے سے مقابلے کے لیے تیار تھے۔ اگر وہاں موجود عورت درمیان میں نہ آجاتی تو بہت شدید لڑائی ہو گئی تھی۔ اس عورت کے پاس ہی اس دروازے کی چابیاں تھیں۔ اس نے بلند آواز سے پکارا۔ تم تو میرے باپ ہو۔ اور یہ تمہارا واحد اور اکیلا بیٹا۔

اور تم کیسی اولاد ہو جو اپنے باپ کے سر کے اوپر ہی خنجر کا نشانہ لگائے بیٹھے ہو۔

اور وہ جو خدا بنا بیٹھا ہے، وہ اوپر تم دونوں کو لڑتا دیکھ کر بہت خوش ہو رہا ہو گا۔

اس کی خواہش ہو گی کہ تم دونوں ایک دوسرے کو مار ڈالو۔

عورت کی بات سننے کے بعد وہ دونوں حیران پریشان کھڑے تھے۔

شیطان نے کہا تمہاری بات سن کر میں پریشان ہو چکا ہوں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ تم کون ہو۔ مجھے باپ کیوں کہہ رہی ہو۔ اور اس

جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ بغاوت کی تیاری کر رہے تھے تو شدید تکلیف اور پریشانی کے عالم میں تمہارے سر کی بائیں سمت سے آگ کے شعلوں کے درمیان میں برآمد ہوئی۔ یہ منظر دیکھ کر ہر کوئی حیران تھا۔ مجھے گناہ کا نام دیا گیا۔ ابتدا میں ہر کوئی مجھ سے خوفزدہ تھا۔ مگر پھر مجھے پسند کرنا شروع کر دیا گیا۔ تم نے مجھ سے محبت کی، میرے ساتھ سیکس کیا اور میں حاملہ ہو گئی۔ پھر جنگ کا آغاز ہو گیا۔ جس کی افراتفری میں ہم جدا ہو گئے اور میں تمہارے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ جہنم میں پھینک دی گئی۔ جہنم کی چابیاں مجھے دے کر تاکید کی گئی کہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ بند رکھا جائے گا۔

یہ سائے کی طرح کی مخلوق جو تم دیکھ رہے ہو میں نے یہاں پر جنم دیا۔ اس کی دنیا میں آمد میرے لئے بہت تکلیف دہ تھی۔ کیونکہ پیدائش کے وقت اس نے میری آنتیں تباہ کر کے باہر نکال دیں۔ جس کے بعد میرا نیچلا دھڑ سانپ کی صورت میں نظر آتا ہے۔ پیدائش کے فورا بعد یہ نیزہ لہرا رہا تھا اور میں خوفزدہ ہو کر موت موت کہتے ہوئے بھاگی۔ مگر اس نے میرا پیچھا کرنے کے بعد میرے ساتھ زنا کیا۔ جس سے میری مزید اولادیں پیدا ہوئیں۔ وہ کتے جو میرے چاروں طرف نظر آ رہے ہیں۔ کبھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ جب دل چاہتا ہے دوبارہ میرے جسم کے اندر داخل ہو کر اسے نوچتے ہیں، بھونکتے ہیں، تکلیف دیتے ہیں اور اسی طرح میں انہیں بار بار جنم دیتی ہوں۔

یہ سننے کے بعد شیطان نے اپنا لہجہ نرم کرتے ہوئے کہا "اچھا تو تم میری بیٹی ہو اور وہ میرا بیٹا، جو ہمارے جنت میں مزہ لینے کا نتیجہ ہے اور اس وقت جہنم میں افسردہ حالت میں موجود ہے۔ دیکھو میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ میں تو تمہیں اور اپنے دیگر ساتھیوں کو آزاد کروانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ ایک نئی دنیا جنت کے قریب تخلیق کی گئی ہے۔ میں اس کی تلاش میں جا رہا

ہوں۔ اس جگہ پر خدا کی وہ تخلیق موجود ہے جو ہماری جگہ لے گی۔ میں اس جگہ کی معلومات لینے جا رہا ہوں۔ تاکہ تمہیں اور موت کو اس جہنم سے نکال کر اس جگہ پر بسا سکوں۔ جہاں تم کسی کی نظروں میں آئے بغیر خوشگوار زندگی بسر کر سکو۔ من پسند خوراک تمہیں میسر ہو"۔

گناہ اور موت کو شیطان کی گفتگو بہت اچھی لگی۔ موت کے چہرے پر اس جگہ کا سوچ کر مسکراہٹ تھی۔ گناہ نے کہا کہ خدا نے مجھے جہنم کے دروازوں کو ہمیشہ بند رکھنے کا حکم دیا تھا اور موت نے بھی یہاں سے گذرنے والے ہر ایک کو قتل کر دینا تھا۔ لیکن

اس کے علاوہ کوئی اور اس دروازے کو نہیں کھول سکتا تھا اور جو اس نے کھول دیا۔ اس نے دروازے کو کھول تو دیا مگر اسے بند کرنے کی طاقت اس میں بھی موجود نہیں تھی۔ دروازے کے باہر نہ کوئی خلا نہ ہی وقت موجود تھا۔ ہر طرف شدید اندھیرا تھا۔ رات کی تاریکی، ہر طرف ابتری۔ اور اسی ابتری نے نیچر کو تخلیق کرنا تھا۔ وہاں اس وقت محض اتفاق اور ابتری کی حکمرانی تھی۔ ہر قسم کا سامان وہاں رکھا گیا تھا تاکہ فطرت کی تخلیق کی جاسکے۔

کچھ دیر کے لیے شیطان کھڑا ہو کر یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ پھر اپنی پرواز کا آغاز کیا۔ صرف خالی جگہ ہونے کی وجہ سے وہ نیچے کی جانب گرنے لگا۔ تیز آندھی نے اسے بہت دور خراب دلدلی علاقے میں پہنچا دیا جہاں چلنا بہت مشکل تھا۔ کبھی چلتا اور کبھی اڑتے ہوئے آگے بڑھتا۔ کچھ عجیب وغریب غیر مانوس آوازیں سنائی دیں تو اس سمت سفر شروع کیا۔ وہ ابتری کے پاس پہنچ گیا۔ جس کے ساتھ ہی رات بھی بیٹھی تھی۔ افواہ، اتفاق، ہنگامہ، الجھن، اختلاف، نااتفاقی سب ہی وہاں موجود تھے۔

شیطان نے کہا کہ تم لوگوں کو پریشان کرنا میرا مقصد نہیں تھا۔ میں تو ادھر ادھر گھوم رہا تھا تو راستے سے بھٹک گیا اور اب جنت کی روشنی کو تلاش کر رہا ہوں۔ اگر تم بتا سکو تو تمہارا شکریہ۔ میرے وہاں پہنچنے سے تم سب کا بھی فائدہ ہے۔ افراتفری، ابتری نے کہا۔ اے شیطان۔ مجھے تمہارے اور تمہاری مختصر سی جنگ کے بارے میں علم ہے۔ تم سب کا جہنم میں پھینک دیا جانا قابل

افسوس ہے۔ پہلے جہنم کی وجہ سے اور اب جنت اور زمین کی وجہ سے میری سلطنت چھین لی گئی۔ جس کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ زمین تک پہنچنے کے لیے تمہیں زیادہ سفر نہیں کرنا پڑے گا۔ وہاں پہنچ جاؤ اور جو تمہارا دل چاہتا ہے کرو۔

تمہاری کامیابی میں تو ہم سب کا ہی فائدہ ہے۔

یہ الفاظ سن کر شیطان میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا اور تیزی سے سفر شروع کیا۔ اس کا سفر راستہ نہ ہونے کی وجہ سے انتہائی

تیسری کتاب

ملٹن

پیراڈائز لوسٹ

Book 3

اے مقدس روشنی تم تو ہمیشہ سے ہو۔ تمہاری روشنی تو سورج اور جنت سے پہلے بھی یہاں موجود تھی۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کے اپنی شاندار اور چمکدار روشن چراغ کی روشنی سے مجھے منور کر دو۔ اگرچہ میں نابینا ہونے کی وجہ سے تمہاری روشنی دیکھنے سے قاصر ہوں، مگر بصارت سے محرومی مجھے خوبصورت آوازوں اور جگہوں سے مسرت اٹھانے سے نہیں روک سکتی۔

یہ بات میں نے کبھی فراموش نہیں کی کہ تاریخ میں ایسے کئی عظیم انسان گزرے ہیں جنہوں نے بصارت سے محرومی کے باوجود عظیم شاعری تخلیق کی۔ اندھیروں میں گھری ہوئی بلبل بھی سہانے گیت گا سکتی ہے۔ موسم آتے ہیں جاتے ہیں، دن رات میں بدلتے ہیں۔ ہر طرف پھول ہیں، پرندے ہیں، جانور ہیں اور انسانی چہرے اپنی خوبصورتی کے ساتھ، مگر میں کائنات کی ان تمام حسین اشیا کو دیکھنے سے محروم ہوں۔ ان چیزوں کو نہ دیکھنے کے سبب میں اپنے آپ کو ان سے کٹا ہوا، علیحدہ محسوس کرتا ہوں۔ میں خالی پن محسوس کرتا ہوں کہ ان اشیاء سے کچھ بھی سیکھنے سے قاصر ہوں۔

میری یہ معذوری میری رفتار سست کر دیتی ہے۔

اس لیے عظیم روشنی، میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی روشنیاں مجھ پر بکھیر دو، میرے اندر داخل کر دو۔ میرے اندر صلاحیت پیدا کر دو، ان چیزوں کو دیکھنے اور بیان کرنے کی جو دوسرے دیکھنے سے قاصر ہیں۔

اب میں اپنی سوچوں میں دیکھتا ہوں کہ خدا نے بلندیوں پر افلاک پر بیٹھے ہوئے کیا محسوس کیا ہو گا، جب اس نے نیچے نگاہ ڈالتے

نیچے خدا نے باغ عدن میں موجود ہمارے اولین والدین آدم اور حوا کو دیکھا ہو گا۔ معصوم انداز میں لطف اندوز ہوتے ہوئے۔ پھر خدا نے نیچے جہنم کی طرف نظر ڈالی ہو گی جہاں شیطان محو پرواز نظر آیا ہو گا۔ جس کا ارادہ کائنات کے کسی دور دراز علاقے میں اترنے کا تھا۔ خدا کو تو ماضی حال مستقبل کی ہر شے کا ایک ساتھ علم تھا۔

خدا پھر اپنے بیٹے سے مخاطب ہوا، دیکھو شیطان کس قدر غصے میں ہے۔ جہنم کا قید خانہ، اس کے جسم کی زنجیریں اور کائنات کی گہرائیاں بھی اسے روکنے سے ناکام رہیں۔ ہاں اس میں انتقام لینے کی شدید خواہش ہے۔ مگر اسے یہ علم نہیں کے اس طرح کی حرکات سے وہ اپنی مشکلات میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ زمین کی طرف جا رہا ہے۔ مجھے یہ بھی علم ہے کہ اس کی خواہش انسان کو ورغلا کر تباہی کی طرف لے جانے کی ہے۔

وہ عیاری سے، جھوٹ سے انہیں گمراہ کرے گا اور راستے سے بھٹکا دے گا۔

اور کیا تمہیں علم ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو جائے گا۔ لیکن شیطان کی باتوں میں آنا انسان کی غلطی ہی ہوگی۔ میں نے تو انسان کو مکمل موقع دیا کہ وہ سیدھے راستے سے نہ بھٹکے۔ انہیں بالکل اسی طرح آزادی عطا فرمائی جتنی آزادی فرشتوں کو عطا کی گئی ہے۔ اور اس آزادی کے بغیر وہ کس طرح اپنی اطاعت ایمان اور محبت ثابت کر سکتے تھے۔ انہیں آزادی کا اختیار نہ دینے کا مطلب تو یہ ہوتا کہ یہ صرف احکامات پر عمل کرنے تک ہی محدود تھے۔ اس طرح کی محبت اور عبادت جو سختی سے

انسان کی تخلیق ہی کچھ اس طرح کی گئی ہے، اور وہ اپنے زوال کا ذمہ دار مجھے قرار نہیں دے سکتا۔

اپنے علم کی وجہ سے میں کہہ سکتا ہوں کہ مستقبل میں ایسا کچھ ہی ہوگا۔ مگر جو آزادی اور اختیار انہیں عطا کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ موجود ہے۔ جو فیصلے وہ کریں گے، جو راستہ وہ اختیار کریں گے اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔ انہیں میری طرف سے آزادی اور اختیارات عطا کر دیا گیا ہے جو ان کے پاس موجود رہے گا۔

اگرچہ وہ نافرمانی سے زوال کا شکار ہو جائیں گے، مگر رحم کا رویہ اپناتے ہوئے میں انہیں معاف کر دوں گا۔

خدا کے ان الفاظ کے ساتھ ہی تمام فضا خوشبو سے معطر ہو گئی۔

جس سے جنت میں موجود فرشتوں نے خوشی، فرحت، مسرت محسوس کی۔

خدا کے محبت بھرے الفاظ اس کے شایان شان تھے۔ اس کے چہرے پر بے پناہ ہمدردی اور مہربانی نمایاں تھی۔

بیٹے نے باپ سے مخاطب ہو کر عرض کی۔

اے فادر۔ انسان کے حق میں فیصلے کیے جائیں گے اور دونوں زمین اور جنت آپ کی شان میں قصیدے پڑھیں گے۔ آپ کی حمد و ثنا کریں گے۔ اس لیے کہ آپ نے انسان کے زوال، اس کی نافرمانی کو معاف فرما دیا۔ آپ ہمیشہ درست فیصلے کرتے ہیں۔ اور

ہماری خواہش ہے کہ ہر چیز آپ کی سوچوں کے مطابق انجام پذیر ہو۔ شیطان مزید اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور انسان کو اپنی عیاریوں اور فریب کاریوں سے مزید ورغلانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ اگر شیطان ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا تو انسانی نسل آپ سے سوال کرے گی اور ناراضگی کا اظہار بھی۔

You are the only one who has the same wisdom and power as I do

Everything you have said is what I've been thinking too. I'm basically just talking to myself

کچھ انسانوں کو بچا لیا جائے گا، اگر ان کی بچنے کی خواہش ہوئی تو۔ کیونکہ انہیں شیطان کی برائیوں اور عیاریوں سے لڑنے کی طاقت عطا کی جائے گی۔ انسان کمزور ہے اور اسے میری مدد کی ضرورت ہے۔ اپنے چند پسندیدہ انسان میں منتخب کروں گا اور دوسروں کو بھی خطرے سے خبردار کر دیا جائے گا کہ جب گناہ سرزد ہو تو ندامت کا اظہار کرتے ہوئے عبادت کریں۔ اور اگر خلوص سے ایسا کریں گے تو میں ضرور انہیں سنوں گا۔ اور ان کے Conscience ضمیر کے ذریعے ان کی رہنمائی کروں گا۔

لیکن جو میری بات پر دھیان نہیں دیں گے تو گناہ کی دلدل میں دھنستے جائیں گے۔

اور مجھے ڈر ہے کہ میں ان پر رحم نہیں کر سکوں گا۔

اگر انسان گناہ اور میرے احکامات کی نافرمانی کرتا رہا تو اسے تباہ کرنے کے علاوہ میرے پاس کوئی اور راستہ نہ ہو گا۔ یعنی نافرمانی کو ختم نہ کرنا، انصاف کو ختم کرنے کے برابر ہے۔ اور انصاف کا بول بالا ہمیشہ رہنا ہے۔

اس وقت تک جب تک کوئی انسان کی جگہ لینے پر رضامند ہو کر اس کے لیے مرنا قبول نہ کر لے۔ مگر ایسی محبت کون کر سکتا ہے؟ کسی دوسرے کے لیے ایسی اعلی قربانی کون دے سکتا ہے کہ وہ خود انسان بننے کے لئے تیار ہو جائے اور اپنی موت کی قربانی پیش کر کے تمام انسانیت کو تکلیف سے بچالے۔

to become human and redeem all of mankind by offering their life to die

خدا کے اس سوال پر وہاں مکمل خاموشی چھاگئی۔ کسی نے بھی آگے بڑھ کر پیشکش نہ کی کے اپنی زندگی قربان کر کے انسانیت کو بچالے۔

اگر خدا کا بیٹا اس وقت آگے نہ بڑھتا تو تمام انسانیت کا مقدر جہنم بن چکی ہوتی۔

بیٹے نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ فادر

Father, Man will find grace

Your godly grace finds everyone

میں اپنی زندگی اپنی جان پیش کرتا ہوں۔ میں خود کو جنت سے اپنی مرضی کے ساتھ دستبردار کرتا ہوں۔ موت کو اجازت دیتا

I will rise again. And I will also subdue

Death, and kill him

جہنم کی سختیوں کا خاتمہ کروں گا اور میرے یہ کام آپ کی خوشی کا باعث بنیں گے۔

میں اپنے تمام دشمنوں کا خاتمہ کروں گا۔ انہیں گناہوں کی دلدل سے نکالوں گا اور انہیں جنت میں واپس لے آؤں گا۔ جہاں وہ آپ سے بھی ملاقات کریں گے اور ہمیشہ اچھی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔ اپنی محبت پیش کرنے اور انسانیت کی خاطر اپنے

اور پھر خدا نے جواب دیا۔

تم انسانیت کے لیے آخری امید ہو۔ مجھے تمہاری اس پیشکش سے خوشی ہوئی۔ میرے لیے میری ہر تخلیق، ہر کام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ کچھ دیر کے لئے تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گے مگر صرف اس وقت تک جب تک انسانیت کو بچا نہیں لیتے۔

اور یہ کام صرف تم ہی کر سکتے ہو۔

ایک کنواری سے تمہاری پیدائش ہو گی، اور آدم کی جگہ تم تمام انسانیت کے سردار بنو گے۔ اگرچہ آدم کی نافرمانی تمام انسانیت کو بربادی کی طرف لے گئی تھی، لیکن تم انسانیت کی نجات کو دوبارہ بحال کر سکتے ہو۔ آدم کا جرم تو تمام انسانیت کے لئے ایک جرم ثابت ہو گا، لیکن اگر انسان تمہاری پیروی کرتے ہوئے تمہارا راستہ اختیار کریں گے تو نجات اور ایک نئی زندگی حاصل کریں گے۔ ایک انسان ہی انسانیت کی نجات کے لئے کھڑا ہو سکتا ہے۔ سو جاؤ اور اپنے آپ کو ثابت کرتے ہوئے پہلے موت کو قبول کرو، اور پھر زندگی حاصل کرو۔ اور اس طرح ہر ایک کی نجات کا سبب بن جاؤ۔

تمام انسانیت کو جہنم سے بچاؤ گے۔ مگر ان لوگوں کے علاوہ جو تمہاری مدد قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ اور یہ خیال نہ کرنا کہ افلاک سے جانے کے بعد اور انسان بننے کے بعد تمہاری عزت میں کمی واقع ہو جائے گی، جہاں تمہیں میرے برابر درجہ حاصل ہے۔ بلکہ یہ تو درحقیقت یہ ثابت کرتا ہے کہ تم میرے بیٹے کہلانے کے مستحق ہو۔ اور افلاک میں واپسی کے بعد بھی انسان کی شکل میں ہی رہنا۔ جہاں میں تمہیں جنت، زمین اور جہنم سب پر حکمرانی کرنے کی طاقت عطا کروں گا۔ روز قیامت تم آسمان پر نظر آؤ گے اور ہر دور کے مردے اپنا حساب دیں گے۔ وہ انسان اور فرشتے جن کے اعمال خراب تھے انہیں جہنم میں بھیجو گے

اور پھر اس پر مہر ثبت کر دو گے، تالا لگا دو گے۔ زمین کو جلا دیا جائے گا اور اس کی راکھ سے ایک نئی زمین اور جنت ابھرے گی۔
جس کے بعد تمہیں بطور شہنشاہ کام نہیں کرنا پڑے گا، کیونکہ ہر چیز اس کے بعد تمہاری ذات کا حصہ بن جائے گی۔

بربط سے سریلی موسیقی بجانے لگے۔ فرشتے بہت شاندار طریقے سے خدا کی حمد و ثنا کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ اس کے نور کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ اسے بادلوں کی دھند کے پیچھے سے ہی دیکھ سکتے تھے۔ جس کے باوجود اپنے پروں سے اپنی آنکھوں پر سایہ کرنا پڑتا تھا۔ پھر بیٹے کی شان میں قصیدے پڑھے، جسے وہ صاف دیکھ سکتے تھے۔ اس کی انسانوں کے لیے رحم اور مہربانی کے گیت گائے اور یہ کہ کس طرح اس نے اپنے آپ کو انسانوں کی نجات کے مقصد سے قربانی کے لئے پیش کیا۔

اس وقت جبکہ افلاک میں جشن منایا جا رہا تھا ہر کوئی خوش تھا اور گیت گائے جا رہے تھے

اس وقت شیطان زمین پر موجود تھا۔ ایک اندھیری سنسان بیابان کبھی ختم نہ ہونے والی جگہ۔ بہت دور افلاک پر روشنی نظر آ رہی تھی اور صرف وہ واحد جگہ تھی جہاں سکون محسوس ہو رہا تھا۔ شیطان اکیلا چلتا رہا۔

یہ وہی سنسان اور بے ایمان زمین تھی جو جلد ہی لوگوں سے بھر جائے گی۔ کچھ غرور میں مبتلا ہوں گے جن کی زندگی کا واحد مقصد عظمت اور شہرت ہو گا، اور اس کے خاتمے تک ادھر ادھر بھٹکتے پھریں گے۔ یہاں پر ہیں وہ فلاسفر بھی ہوں گے جن کی سوچیں انہیں برباد کر دیں گی۔ اور ایسے نیک لوگ بھی ہوں گے جو اس جگہ کی زیارت کو جائیں گے جہاں یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا گیا تھا۔

بہت سے ایسے بھی ہوں گے جو ولیوں کا بھیس بدل کر ان کا نام لے کر جنت میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔
(ملٹن پروسٹنٹ ہونے کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں)

مگر جنت کے دروازے کے اندر انہیں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملے گی۔ اس وقت ان کی حالت خراب ہو گئی۔

Limbo ان کا ٹھکانہ ہو گا

(وکیپیڈیا میں پڑھیں لمبو کیا ہے)

شیطان کا سفر جاری تھا۔ ہر طرف سنسانی تھی۔ اسے روشنی کی چمک نظر آئی تو اس جانب اپنی رفتار تیز کر دی۔ اس جگہ پہنچ گیا جو ہیرے جواہرات اور سونے سے سجائی گئی تھی۔ اس کی خوبصورتی کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ یہ جیکب کی وہ سیڑھی تھی جو فرشتوں کو جنت لے جاتی تھی۔ سیڑھی کا ہر قدم اپنا ایک خفیہ مفہوم رکھتا تھا۔ اور جو کبھی نظروں سے پوشیدہ بھی ہو جاتی تھی۔

شیطان اس اجنبی زمین کو دیکھ رہا تھا۔ شدید حسد کے جذبے کے ساتھ چاروں جانب دیکھا، جائزہ لیا۔ اور نیچے کی سمت اڑ ھنے لگا۔ صاف شفاف ہوا کی وجہ سے اڑنے میں آسانی تھی۔ ستاروں کے درمیان سے گزرا مگر ان میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ سورج کی جانب نظر ڈالی جو جنت کی طرح جگمگا رہا تھا۔ سورج کی روشنی کائنات کے ہر گوشے میں پہنچ رہی تھی۔ اور شیطان جس جگہ اترا اسے کوئی ماہر فلکیات اپنی دوربین سے دریافت نہیں کر سکتا تھا۔ زمین کی دھاتوں اور چٹانوں کے مقابلے میں بہت ہی زیادہ روشن۔ سورج اہلیت رکھتا ہے کہ خالص سونے کے میدان اور دریا تخلیق کر سکے تو اس میں حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ زمین پر بھی خوبصورت اور رنگین چیزیں پیدا کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔

ہوا بہت ہی صاف شفاف تھی۔ جس کی وجہ سے اسے دور تک سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا۔ جلد ہی ایک فرشتہ اسے نظر آیا جس کی کمر شیطان کی طرف تھی۔ وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ شیطان سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اسے باتوں میں لگا کر جنت میں داخل ہو جائے۔ اس نے اپنے آپ کو فرشتے میں تبدیل کر لیا۔ جیسے وہ ایک چھوٹا خوبصورت فرشتہ ہو۔ جس کے بال فضا میں لہرا رہے ہوں۔ گھنگھریالے لمبے بال اور پچھلی جانب قوس قزح کی مانند رنگین پر تھے۔ چاندی کی چھڑی ہاتھ میں موجود تھی۔

اس طرح بھیس بدلے شیطان فرشتے کے قریب پہنچ گیا اور پہچان گیا کہ وہ جنت اور زمین کی حفاظت کرنے والے سات بڑے فرشتوں میں سے ایک Uriel تھا۔

شیطان اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ Uriel آپ یہاں خدا کی نئ تخلیق کی حفاظت پر معمور ہیں۔ اس نئ تخلیق کو دیکھنے کا میں بھی خواہش مند ہوں۔ میری خواہش ہے کہ اس نئ مخلوق انسان کو دیکھوں۔ میں ادھر ادھر بھٹک رہا ہوں تو بتائیں کے ان ستاروں میں سے کس پر وہ آباد ہے۔ میں اسے خاموشی سے چھپ کر دیکھنا چاہتا ہوں، یا پھر شاید کھل کر اس کی تعریف کروں، یہ دیکھنے کے بعد کہ اس کائنات میں خدا نے کتنی عظیم تخلیق کی ہے۔ جھوٹی باتوں نے Uriel پر بھرپور کام کیا۔ فرشتے اور انسان کو کیا علم تھا کہ جھوٹ کیا شے ہوتی ہے۔ یہ تو بس خدا کو ہی معلوم تھا۔

Uriel نے جواب دیا، شاندار، تمہیں خدا کی عظیم تخلیق ضرور دیکھنی چاہیے اور ایسے عظیم کام پر خدا کی حمد و ثنا کرنی چاہیے۔ خدا عظیم الشان تخلیقات کرتا ہے۔ جو بہت ہی زیادہ حیران کن بھی ہوتی ہیں۔ جب یہاں کچھ نہیں تھا تو میں اس وقت بھی یہاں موجود تھا۔ اور پھر افراتفری کو خدا نے نظم وضبط میں، ترتیب میں بدل دیا۔

زمین، پانی، ہوا اور آگ ایک ساتھ ملاتے ہوئے ستاروں پر پھیلا دی گئی۔ دیکھو وہ نیچے زمین کی جانب دیکھو، جو شاندار طریقے سے جگمگا رہی ہے۔ وہی تو زمین ہے۔ اور تمہیں وہاں پر ہی انسان، آدمی ملے گا۔ اس زمین کے ایک حصے میں دن ہوتا ہے اور

چوتھی کتاب

ملٹن

پیراڈائز لوسٹ

Book 4

جون ملٹن شدید جذباتی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں کہ

حفاظت پر معمور فرشتے آدم اور حوا کو احتیاط کرنے کا کہہ رہے ہیں۔

بتا رہے ہیں کہ شیطان بہت چالاک اور عیار ہے تو تمہیں بہکانے کی کوشش کرے گا۔

وہ جال جو بچھائے گا اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔ اور اگر وہ تمہیں بہکانے میں کامیاب ہو گیا تو تمہیں شدید قسم کی دکھ، تکلیف، پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور موت تمہارا مقدر بن جائے گی۔

جس کے بعد تمہاری اولادوں، انسانیت کو بھی موت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

خدا کو یہ بات معلوم تھی کہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر حوا شجر ممنوعہ کا پھل کھا لیں گی۔ مگر خدا نے انہیں دوبارہ یہ بات نہیں بتائی کہ شیطان ان کے قریب ورغلانے کے لیے آ رہا ہے۔ اور حقیقت میں جب شیطان ان کے پاس پہنچ گیا تو وہ شدید غضب ناک ہے، غصے کی آگ میں جل رہا ہے، انتقام لینے کی شدید خواہش کے ساتھ۔ اگرچہ شیطان کو معلوم ہے کہ وہ غلط کر رہا ہے، خوف اس کے دل میں موجود ہے، مگر انتقام کی شدید خواہش کے ہاتھوں مجبور ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی نئ تخلیق کو برباد کرے۔

وہ جنت کی سرحدوں تک پہنچ گیا جس کے اندر آدم اور حوا کی رہائش تھی۔ اس نئ دنیا کے اوپر اسے چمکتا ہوا سورج نظر آیا تو ذہن نے کہا کہ وہ خود بھی تو کبھی اسی سورج کی طرح عالیشان تھا۔ جنت میں خدا کے پاس اس کا شاندار مقام تھا۔ خدا نے اس پر مہربانی کی۔ مگر اس کی تو خواہش تھی کہ وہ خدا سے بھی آگے بڑھ جائے۔ اور ان خواہشات کی وجہ سے اسے اپنے نافرمان ساتھیوں کے ساتھ جہنم کا منہ دیکھنا پڑا۔ معافی کی صورت میں واپسی کی گنجائش تو موجود تھی مگر وہ ایسا کرنے سے انکاری تھا۔ تو اب نجات کی، معافی کی بھی کوئی صورت موجود نہیں تھی۔ اس لیے اب برائی کے راستے پر چلنا اس کا مقدر تھا۔ خدا سے مقابلہ تو اس کے لئے ممکن نہ تھا مگر اس کے تخلیق کردہ انسان سے وہ بدلہ لے سکتا تھا۔

ایک جوان فرشتے کی شکل اختیار کرتے ہوئے اپنا بھیس بدل لیا اور حفاظت پر مامور فرشتے *Uriel* سے گفتگو شروع کی جو اسے پہچان نہ سکا اور نئ دنیا کے راستے کے بارے میں بتا دیا۔ *Uriel* نے جلد ہی اندازہ لگا لیا کہ یہ تو بہت سخت غصے میں ہے۔ اس کا حسد اور مایوسی بھی محسوس کر گیا۔ وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ یہ تو کوئی دشمن فرشتہ ہے جس نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تو اس کا پیچھا کرنے لگا، اور جلد ہی دیکھا کہ وہ تو اپنے آپ کو تبدیل کر رہا ہے۔

شیطان جنت کی مانند سرسبز وشاداب باغ عدن کی سرحدوں تک پہنچ چکا تھا جہاں آدم اور حوا کی رہائش تھی۔ جہاں کسی غیر کو داخلے کی اجازت نہیں تھی۔ اس جگہ حسین پھولوں کے پودے تھے اور شاندار سایہ دار گھنے دیودار صنوبر اور کھجور کے درخت باغات کی شکل میں موجود تھے۔ شاندار دیکھنے والا نظارہ ہے۔ ایک ترتیب میں سبزیاں اگی ہوئی ہیں۔ اوپر موجود درختوں میں شیریں پھل لٹکے ہوئے ہیں۔ سورج کی ہلکی خوشگوار روشنی پڑنے پر پھول اور پھل جگمگاتے ہوئے سنہرے نظر آ رہے ہیں۔ قوس قزح کی خوبصورتی ہر وقت وہاں موجود ہے۔ ایسی تر و تازہ مسحور کن خوشبودار ہوا کے جھونکے جن سے تمام پریشانیاں ختم

ہو جائیں۔ جیسے عربستان کے سمندر کے کنارے یاCape of Hopeکے قریب سے گزرتے ہوئے بحری جہاز کے مسافران مسحور کن خوشبو کو محسوس کرتے ہیں۔

باغ عدن کی سرحدوں پر موجود ایک چھوٹی سی پہاڑی پر کھڑا ہوا شیطان اس شاندار نظارے کو دیکھ رہا ہے۔ جس پہاڑی پر وہ

درخت جہاں مکمل پکے ہوئے سنہری پھل موجود ہیں۔ وہاں بیٹھ کر وہ اپنا بھیس بدلتا ہے۔ مچھلی کھانے والے بڑی جسامت کے پرندےCormorantکی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ذہن میں انسان کو برباد کرنے کی ترکیبیں بھی سوچ رہا تھا۔

وہاں موجود قدرت کی رنگینیاں دیکھ کر وہ شدید حسد محسوس کر رہا تھا۔ بہترین سرسبز و شاداب درخت، حسین مناظر، مسحور کن خوشبو۔ مگر اس کے نزدیک ہی علم کا درخت بھی موجود ہے جو انسان کی بربادی کا باعث بنے گا۔

ایک جانب سیدھی بہتی ہوئی ندی ہے جس کا پانی بہت تیز رفتاری سے سفر کر رہا ہے، جو آگے جا کر چھوٹی چھوٹی نہروں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ اور آگے جا کر دوبارہ چار بڑی ندیوں میں جڑ جاتی ہیں۔ یہ انتہائی خوبصورت نظارہ ہے۔ خوبصورت درختوں کے باغات بھی موجود ہیں۔ رنگین تتلیاں اڑنے لگی ہیں۔ پرندے چہچہا رہے ہیں۔ شیطان جتنی زیادہ خوبصورتی کو محسوس کرتا اس کے دکھ اور تکلیف میں اتنا ہی اضافہ ہو جاتا۔ ہر چیز خوبصورت ہے مگر سب سے زیادہ حسین تخلیق آدم اور حوا ہی ہیں۔ جن کی خوبصورتی میں خدا کا عکس نظر آرہا ہے۔ باغ عدن کے مالک آدم اور حوا معصومیت کی وجہ سے بغیر لباس کے ہیں۔ چہرے پر خوبصورتی، سچائی اور پاکیزگی۔ ہر طرح کی خوبیوں کے وہ ممالک ہیں۔ اختیار اور طاقت ان کے پاس موجود ہے۔ ایمان کی سچائی اور ایمانداری ان کے پاس موجود ہے

مگر آدم اور حوا کو مختلف صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں۔ آدم بہادر ہیں جبکہ حوا کو نرمی اور حسن عطا کیا گیا ہے۔ آدم خدا کے نوکر ہیں۔ جبکہ حوا کے لمبے گھونگریالے بال لہراتے ہوئے نازک کمر کو چھو رہے ہیں۔ لہراتے ہوئے بل کھاتے ہوئے انگوروں کی بیل کی

مانند۔ ان کے اندر دوشیزگی کی شرم وحیا ہے، اپنے حسن پر کسی قدر غرور کرتے ہوئے۔ خلوص، محبت، اطاعت گزار، بغیر کپڑوں کے، مگر بالکل معصوم گناہ کے تصور سے پاک۔

یہ انسان زمین پر حکمرانی کے لیے لئے تخلیق کئے گئے ہیں۔ باغ عدن میں بہتے ہوئے جھرنوں کا میٹھا پانی پیتے ہیں۔ وہاں کھیلتے

شیطان جو اپنے آپ کو بہت عظیم خیال کرتا ہے اس کی نظر میں یہ مخلوقات بہت حقیر ہیں۔ مگر پھر بھی ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر اپنی سوچوں پر قابو پاتے ہوئے سوچنے لگا کہ انہیں کس طرح برباد کیا جاسکتا ہے۔ کس طرح موت کے حوالے کیا جاسکتا ہے۔ اس نے سوچا کہ خدا نے اپنی مخلوقات کی حفاظت کا مکمل طور پر بندوبست نہیں کیا کہ میں ان کو نقصان نہ پہنچا سکوں۔ جلد ہی میں ان کی خوشیوں کو غارت کر چکا ہونگا اور ان کی اس شاندار جنت سے انہیں محروم کروادوں گا تاکہ خدا کو اپنے مقصد میں ناکامی ہو۔

بھیس بدلے ہوئے شیطان آدم اور حوا کے اتنے نزدیک پہنچ گیا کہ ان کی پیار محبت کی گفتگو سن سکے۔ آدم کی تمام خوشیاں حوا سے وابستہ تھیں اس لیے ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ اپنی جان سے بڑھ کر بھی انہیں چاہتے۔ خدا کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے اتنی حسین دنیا کو بنایا اور خوبصورت مہربان دکھ درد کی ساتھی حوا کی تخلیق کی۔ اے خدا ان نعمتوں کے لیے ہم ہمیشہ آپ کی حمد وثناء کرتے رہیں گے۔ ہمیشہ آپ کے احکامات کی پابندی کریں گے۔

ہمیں ہر قسم کی آزادی خدا کی طرف سے دی گئی ہے۔ صرف ایک پابندی ہم پر لگائی گئی ہے کہ علم کے درخت کے پھل کے قریب ہم نے کبھی بھی نہیں جانا۔ اس کے پھل کو نہیں کھانا۔

حوا آدم کی باتوں سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ خدا کی نافرمانی کا تو تصور بھی ممکن نہیں۔ ہم تو خدا کا ہی حصہ ہیں تو اس کی حکم عدولی کیسے ممکن ہے۔ انہوں نے آدم سے دوگنا خدا کا شکر ادا کیا۔ ایک شکریہ حسین دنیا کے لئے اور دوسرا مہربان اور

خوبصورت آدم کی ان کے ساتھ موجودگی کے لیے۔ وہ اپنے پہلے دن کو یاد کرتی ہیں۔ ایسے جاگی تھیں جیسے کوئی نیند سے بیدار ہوتا ہے خواب سے جاگتا ہے۔ اور پیڑوں کے جھنڈ کے نیچے پھولوں کے بستر پر اپنے آپ کو آرام کرتے ہوئے محسوس کیا۔ انہیں اپنے بارے میں کچھ علم نہ تھا کہ وہ کون ہیں، یہاں پر کیوں موجود ہیں۔ پھولوں کے بستر سے اٹھ کر ادھر ادھر گھومنا شروع کر دیا۔ پانی کی ندی کے اندر اپنا عکس دیکھا، جسے دیکھ کر بہت خوشی محسوس کی۔ جب کہ اسے یہ علم ہی نہ ہو سکا کہ وہ تو اس کی اپنی ذات تھی۔ پھر ایک مہربان فرشتے نے انہیں آدم تک پہنچایا۔ آدم نے انہیں دیکھنے کے بعد کہا کہ تم ہی میرا سب کچھ ہو۔ آدم کے الفاظ کے جادو نے حوا کو ان کا غلام بنا دیا اور اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیا۔ آدم نے محبت سے پکڑ کر ان کے دل

شیطان یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور مزید دیکھنے کی ہمت حسد کی وجہ سے اس میں نہیں تھی۔ ان کو برباد کرنے کی شدید خواہش نے دل میں جنم لیا اور کہا کہ بہت جلد میں انہیں خدا کی نافرمانی پر راغب کر دوں گا۔ شجر علم کا پھل کھانے پر انہیں مجبور کر دوں گا، تاکہ تمام انسانیت کی بربادی کا انتظام کر سکوں۔

Uriel دور کھڑا ہوا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، تو فوری طور پر نگہبانی کرنے والے ایک اور فرشتے Gabriel کو شیطان کے بارے میں بتایا۔ Gabriel نے وعدہ کیا کیا صبح سے پہلے شیطان کو تلاش کر لیا جائے گا۔

دلفریب شام تھی۔ رات ہونے کو تھی اور حوا اپنی سہاگ رات کے بستر کی تیاری کرنے لگی۔ نرم و ملائم خوشبو دار پھول بچھائے۔ تمام جانور بھی اب سستی حالت میں ادھر ادھر موجود ہیں۔ آدم اور حوا خوبصورت پیڑوں کے جھنڈ کے نیچے آرام کرتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ خدا کی عطا کردہ نعمتوں کے لیے اس کی حمد و ثناء کرنے کے بعد دونوں سو جاتے ہیں۔ بلبلیں چہچہا رہی ہیں۔ ان دونوں کے اوپر پھول کی پتیاں نچھاور کر رہی ہیں۔

Gabriel کو چوں کہ اطلاع مل چکی تھی کہ شیطان وہاں پر ہی موجود ہے اس لیے اس نے اپنے فرشتوں کو اس کی تلاش کے لیے لگا دیا تھا جو ہر جگہ اسے تلاش کر رہے تھے۔ اور دو فرشتے اس تک پہنچ جاتے ہیں۔ اگر چہ اس نے مینڈک کی طرح کے ایک جانور کے بھیس میں اپنے آپ کو تبدیل کیا ہوا تھا اور حوا کے کان کے قریب موجود تھا۔ اس کے ذہن میں جھوٹے خیالات، جھوٹے خوابوں کی صورت میں بھیج رہا تھا۔ حوا کو سیدھے راستے سے بھٹکانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔ فرشتے نے اسے چھوا تو گھبراہٹ میں شیطان اپنی اصلی صورت میں آ گیا۔ فرشتوں نے اسے برا بھلا کہنا شروع کیا کہ تم نے اس باغ عدن کی حرمت اور تقدس کو پامال کیا ہے۔ شیطان کو لڑائی کی دعوت دی گئی مگر اس نے لڑائی سے انکار کر دیا۔ کہنے لگا کہ میں تم جیسے حقیروں کے بجائے تمہارے سردار سے مقابلہ کرنا پسند کروں گا۔

Gabriel کے پاس دونوں فرشتے شیطان کو لے گئے۔ Gabriel نے اس سے سوال کیا کہ تم جہنم سے کیوں فرار ہوئے۔ شیطان نے جواب دیا کہ ایک تو میری ہمت اور حوصلہ تھا کہ وہاں سے باہر نکل سکوں اور دوسرے اس بری جگہ پر کون رہنے کا خواہش مند ہو سکتا ہے۔ شیطان سے سوال کیا گیا کہ اس کے ساتھی اس کے ساتھ کیوں موجود نہیں۔ کیا تم نے ان سے زیادہ تکلیف محسوس کی۔ غصے کے ساتھ شیطان نے جواب دیا کہ ان سب کا حکمران ہونے کی وجہ سے میں نے اپنی ذمہ داری محسوس کی کہ اس خطرناک سفر، مہم کو اکیلے ہی سرانجام دوں۔

فرشتے نے اس بات پر غصہ محسوس کرتے ہوئے شیطان سے کہا کہ اگر تم فوری طور پر یہاں سے نہیں گئے تو تمہیں زنجیروں

نویں کتاب

ملٹن

پیراڈائز لوسٹ

Book 9

No more of talk where God or Angel Guest

With Man, as with his Friend, familiar us'd

To sit indulgent, and with him partake

Rural repast, permitting him the while

Venial discourse unblam'd:

وہ زمانے گزر گئے جب خدا اور فرشتے انسانوں کے ساتھ دوستوں کی طرح بیٹھتے تھے بے فکری سے باتیں کرتے

I now must change

Those Notes to Tragic; foul distrust, and breach

Disloyal on the part of Man, revolt

And disobedience:

اب خوشگوار باتوں کو ختم کر کے میں المیہ اور غمگین باتوں کی طرف آتا ہوں۔

یہ اس وجہ سے ہوا کے آدم و حوا نے جو وعدہ خدا سے کیا تھا اسے نبھا نہ سکے۔ وعدہ خلافی کی۔

خدا کے ساتھ نافرمانی کی اور مصائب و مشکلات اس نافرمانی کے نتیجے میں سامنے آئے۔

On the part of Heav'n

آسمان میں اتنا کچھ ہو چکا تھا

Now alienated, distance and distaste,

Anger and just rebuke, and judgement giv'n,

فرشتوں اور خدا سے جدا ہونے کے بعد انہیں سامنا کرنا پڑا خدا کی طرف سے ایک غصے سے بھرے ہوئے فیصلے کا۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی تھی۔

That brought into this World a world of woe,

Sinne and her shadow Death, and Miserie

Deaths Harbinger:

جس سے دنیا میں غم و الم کا آغاز ہوا۔

اس گناہ کے سبب تکالیف ان کے مقدر میں لکھ دی گئیں۔

اور ان سب پریشانیوں کے بعد انہیں موت کا ذائقہ بھی چکھنا پڑا۔

Sad task, yet argument

Not less but more Heroic then the wrauth

Of stern ACHILLES on his Foe pursu'd

یہ کام تو اداسی بھرا ہے لیکن اس کا موضوع کسی طور بھی دوسرے عظیم رزمیہ کاموں سے کم نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو سخت گیر یونانی ہیرو ایکی لیز کے اپنے دشمن سے غصے میں شدید بدلہ لینے سے بھی زیادہ ہیروئک ہے۔

Thrice fugitive about Troy wall; or rage

Of Turnus for Lavinia disespous'd;

اور اس سے بھی عظیم تر جب Turnus سے Lavinia چھین لی گئی اغوا کر لی گئی تو وہ شدید طیش میں آگیا۔

یا پھر Neptune اور Juno جن کی وجہ سے یونان کے لوگ اور Cytherea کا بیٹا بہت عرصہ تک شدید تکلیف میں مبتلا رہے۔

If answerable style I can obtain

Of my celestial patroness, who deigns

Her nightly visitation unimplor'd,

And dictates to me slumbering;

or inspires

شاعری کی دیوی مہربانی کرتے ہوئے اس عظیم کام کے شایان شان سٹائل میں لکھنے کی celestial patroness اگر میری مجھے توفیق عطا کردے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ نظم لکھنے میں شاعری کی دیوی میری مدد کرتی ہے۔ راتوں کو وہ میرے پاس آتی

Not sedulous by nature to indite

Wars, hitherto the only argument

Heroic deem'd chief mastery to dissect

With long and tedious havoc fabled knights

دراصل میرے مزاج کے خلاف ہے کہ جنگوں کی طویل تفصیلات اور جنگجوؤں کے کارنامے تفصیل سے بیان کروں۔

جنگوں اور بہادر لوگوں کی تفصیلات اتنی تفصیل سے بتائیں جاتی ہیں کہ اصل بات درمیان میں ہی رہ جاتی ہے۔

قدیم نظموں میں ایک ایک چیز تفصیل کے ساتھ بیان کی جاتی تھی اور اس کا لازمی حصہ تصور کی جاتی تھیں۔ مگر میں اس طرح کی شاعری سے پرہیز کروں گا۔ قدیم عظیم شاعر دراصل ثابت کرنا چاہتے تھے کہ انہیں بیان کے فن پر عبور حاصل ہے مگر یہ بات تو اہمیت کی حامل نہیں۔ کاریگری اور شاعری میں فرق ہوتا ہے۔ میں جس عظیم موضوع پر لکھ رہا ہوں اس سے میرا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور اگر وقت نے اسے فراموش کر دیا تو اس کا مطلب ہو گا کہ اس دور کا ماحول اور نظموں کا مزاج مختلف ہے۔ یا میری بڑی عمر کی وجہ سے اور یہاں کے شدید سرد موسم کی وجہ سے میری شاعری میں وہ طاقت نہیں جو لوگوں پر اثر انداز ہو۔

(ہومر نے ایلیڈ اور اوڈیسی لکھی۔ ورجل نے اینیڈ تحریر کی۔ ملٹن جو رزمیہ لکھ رہا ہے وہ ان عظیم رائٹرز کے ہزاروں سال بعد کا دور ہے۔ اس لئے ملٹن کہنا چاہتا ہے کہ ایک تو جس زمانے میں شاعر لکھ رہا ہوتا ہے اور جس دور میں اسے پڑھا جا رہا ہوتا ہے

اس کے مزاج مختلف ہو سکتے ہیں۔ سوسائٹی معاشرے کا تحریر پر اثر پڑتا ہے۔ دوسرے شاعر کی عمر کا بڑھاپے کا تحریر پر بہت اثر پڑتا ہے اور میں نے یہ نظم بڑھاپے میں لکھنی شروع کی۔ ملٹن کی تاریخ پیدائش 1608 اور پیراڈائز لوسٹ شائع ہوئی 1667 میں۔ تیسرے ماحول کا موسم کا لکھنے والے پر اثر پڑتا ہے۔ پرانے شاعروں نے اچھے موسم میں کام کیا ہو گا مگر میں تو نہائت سرد

****

سورج کے غروب ہونے کے بعد شام کا ستارہ وینس جس کا کام شام کے وقت زمین پر ہلکی روشنی (ہلکا سا اندھیرا) بکھیرنا ہے اور جو دن اور رات کے درمیان تعلق کا، پل کا، منصف کا کام کرتا ہے وہ بھی غروب ہو گیا۔ جس کے بعد زمین کے آدھے حصے پر ایک کونے سے دوسرے کونے تک اندھیرا چھا گیا۔

(وینس چاند کے بعد سب سے چمکدار سیارہ ہے۔ غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے وقت یہ آسمان پر صاف نظر آتا ہے۔ شام کے وقت سورج کی روشنی کم ہوتی ہے تو اس کا رنگ سورج کی روشنی کے ساتھ نظر آتا ہے)۔

شیطان نے چھپ کر جنت میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر جبرائیل کی دھمکیوں سے پریشان ہو کر وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر اب فتنہ بازی اور فراڈ میں زیادہ مہارت حاصل کرنے کے بعد سوچتا رہتا کہ انسان (آدم و حوا) کو کس طرح ورغلا کر برباد کر سکتا ہے۔ انسان کو تباہ و برباد کرنے کے مکمل ارادے کے ساتھ اور اس چیز سے بے پرواہ ہو کر کہ اس کا کتنا برا حشر کیا جا سکتا ہے بے خوفی سے سات دن بعد اس نے جنت کی طرف واپسی کا سوچا۔ رات کے وقت اڑنا شروع کیا اور زمین کے گرد اپنا چکر مکمل کرتے ہوئے آدھی رات کے وقت منزل پر پہنچ گیا۔

وہ اس وقت سے دن کی روشنی سے بچتے ہوئے زمین کے تاریک حصے میں سفر کرتا، دن کی روشنی میں سفر کرنے سے اس لیے پرہیز کر رہا ہے، رات کی تاریکی میں، زمین کے تاریک حصے پر اس لئے سفر کر رہا ہے کیونکہ پہلے ایک مرتبہ جب وہ زمین پر

نے اسے دیکھ لیا اور حفاظت کرنے والے بلند مرتبہ فرشتوں کو اس کے Uriel موجود تھا تو سورج کے حکمران فرشتے یوریئل بارے میں اطلاع دے دی۔ جس کی وجہ سے ناکام اور شکست خوردہ اسے واپس لوٹنا پڑا۔ اپنی شکست پر اسے شدید غصہ تھا اور مسلسل سات راتوں تک وہ چھپ کر زمین کے گرد چکر لگاتا رہا۔ تین چکر تو زمین کے گرد نیچے سے اوپر کی جانب لگائے اور چار مرتبہ دائیں سے بائیں عمودی طور پر قطب شمالی سے قطب جنوبی تک۔ اس طرح زمین کا مکمل جائزہ لینے کے بعد آٹھویں رات کو وہ جنت میں داخلے کی اس جگہ سے جہاں پر بلند مرتبہ فرشتے سخت نگرانی کرتے تھے بہت خاموشی اور احتیاط کے ساتھ کسی کو بھی احساس دلائے بغیر ایک ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں جنت میں داخل ہونے کا نہ کوئی راستہ تھا اور نہ ہی فرشتے نگرانی پر معمور

اب اسے یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اپنے آپ کو کہاں چھپائے۔ زمین پر اس کے جانے کا یہی مقصد تھا کہ ہر جگہ اور ہر جاندار کا جائزہ لے۔ کون سی ایسی جگہ رہ گئی تھی جہاں پر وہ نہیں گیا

Sea he had searcht and Land

From Eden over Pontus, and the Poole

Mæotis, up beyond the River Ob;

Downward as farr Antartic; and in length

West from Orontes to the Ocean barr'd

At Darien, thence to the Land where flowes

Ganges and Indus: thus the Orb he roam'd

With narrow search; and with inspection deep

Consider'd every Creature, which of all

Most opportune might serve his Wiles, and found

The Serpent suttlest Beast of all the Field.

بہت غور سے اس نے ہر جگہ کا جائزہ لیا مگر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں چھپ سکے۔ پھر جاندار مخلوقات کا جائزہ لینا شروع کیا تاکہ کسی جاندار کے جسم میں اس طرح داخل ہو جائے کہ اسے شناخت بھی نہ کیا جاسکے اور انسان کو برباد کرنے کا وہ اپنا مقصد بھی پورا کر سکے۔ پھر اس نے بہت زیادہ غور و خوض کرنے کے بعد سانپ کا انتخاب کر لیا۔ اس کے جسم میں سمانے کے بعد کوئی غور کرنے کے باوجود بھی اسے پہچان نہیں سکے گا کہ اس سانپ کے اندر شیطان موجود ہے، اس لیے پکڑ بھی نہیں سکے گا۔ سانپ کا

مگر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے ایک کمتر سانپ کی شکل اختیار کرنے سے پہلے

اپنے غصے کی بھڑاس نکالتے ہوئے کہنے لگا شکایت کرنے لگا

اے زمین تو تو جنت کی مانند ہی شاندار نظر آتی ہے۔ ایسی شاندار جگہ جو دیوتاؤں کے رہنے کے شایان شان ہے۔

خدا نے پہلے جنت بنائی اور پھر مزید سوچ بچار نظر ثانی کے بعد اس کی خامیوں کو دور کرتے ہوئے زمین کی تخلیق کی۔

خدا کی شان نہیں کہ وہ بہتر تخلیق کے بعد اس سے خراب چیز بنائے بلکہ وہ بہتر کے بعد بہترین تخلیق ہی کرے گا۔

(پہلے سوچا جاتا تھا کہ زمین کائنات کا مرکز ہے اور تمام سیارے اس کے گرد گردش کرتے ہیں۔

اگرچہ بعد میں کائنات کا مرکز سورج کو تسلیم کر لیا گیا۔ مگر ملٹن ابھی بھی شیطان کے منہ سے کہلوا رہا ہے کہ)

زمین تو بذات خود ایک جنت ہے جس کے گرد تمام دوسرے سیارے رقص کرتے ہوئے گردش کر رہے ہیں۔ ان سے نکلتی ہوئی روشنیاں اے زمین تمہارے لئے ہی تخلیق کی گئی ہیں۔ جس طرح جنت کا مرکز و محور خدا کی ذات ہے اسی طرح اے زمین ہر ستارہ سیارہ تمہارے گرد گردش کرتے ہوئے تم پر ہی اپنی مقدس روشنیاں نچھاور کر رہا ہے۔ ایسے جیسے ہر ستارے

وہ اس لیے برتر قرار دیا گیا کیونکہ وہ محسوس کرتا ہے سوچتا ہے، اس میں عقل ہے۔

میری قسمت میں خوشی نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو اتنے شاندار پہاڑوں وادیوں دریاؤں جنگلوں اور میدانوں کو دیکھ کر میں بے پناہ مسرت محسوس کرتا۔ کیسا دلکش منظر۔ ایک طرف زمین، دوسری طرف سمندر، درختوں سے بھرے ہوئے جنگلات، چٹانیں، غار مگر ان حسین جگہوں پر نہ تو میں رہائش رکھ سکتا ہوں اور نہ ہی پناہ لے سکتا ہوں۔ اس ہر طرف بکھرے ہوئے حسن کو خوبصورتی کو میں جتنا زیادہ دیکھتا ہوں اتنا ہی زیادہ تکلیف اور کرب میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ دراصل یہ چیزیں تو خدا نے میری مخالفت میں تخلیق کی ہیں اس لیے یہ میرے دکھ درد میں اضافہ کرتی ہیں۔ ہر خوبصورت چیز میرے لئے زہریلی اور نفرت کا باعث ہے۔ بلکہ اگر اب میں جنت میں جاؤں گا تو میری تکلیف اور دکھ درد میں کہیں زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ نہ زمین میری ہے نہ ہی جنت میری ہے۔

اس وقت تک میں ان جگہوں پر رہائش نہیں رکھ سکتا جب تک خدا کو میرے ہاتھوں شکست نہ ہو گی۔

اب جو چیز میرے لیے خوشی کا باعث ہے وہ یہ کہ دوسروں کو بھی اذیت میں مبتلا دیکھوں، ان سے انتقام لوں۔ اب میری خوشی اور سوچوں کی تسکین انسانوں کی تکلیف میں ہے۔ اگرچہ مجھے علم ہے کہ اس حرکت سے میری سزا اور تکلیف میں بہت اضافہ کر دیا جائے گا۔ مگر میں اپنا مقصد پورا کروں گا۔ اس طرح کے انسان خدا سے بغاوت اور نافرمانی کر جائے۔ انسان اگر خدا کے حکم کی خلاف ورزی کر جاتا ہے تو اس وقت میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہوں گا۔ خدا کے حکم کی نافرمانی سے انسان تباہ ہو گا

جس سے یہ زمین بھی برباد ہو جائے گی۔ یہ عظمت یہ برتری یہ اعزاز میرے ہی حصے میں آئے گا اور میرے ہی ہاتھوں وہ دنیا ایک دن میں تباہ و برباد ہو گی جو خدا نے مسلسل چھ دن اور چھ راتوں میں تخلیق کی۔

مجھے علم نہیں کہ وہ اپنی تخلیق کے بارے میں کتنے عرصے سے سوچ رہا تھا لیکن شاید تخلیق مجھے ذلیل کرنے کے لئے نیچا دکھانے کے لئے کی گئی ہے۔ کیونکہ میں نے ایک ہی رات میں اس کے فرشتوں کی آدھی تعداد کو اس کی غلامی سے آزاد کروا دیا۔ اسی وجہ سے اس کے ساتھ اس کو پسند کرنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی۔ جس کے بعد بطور انتقام اور مجھے ذلیل کرنے کے لئے

(شیطان مسلسل جھوٹ بولنے کا سہارا لے رہا ہے۔ فرشتوں کی آدھی تعداد بھی اس کے ساتھ نہیں تھی اور اسے یہ بھی علم تھا کہ فرشتے خدا نے ہی تخلیق کیے ہیں اور دوبارہ جب چاہے جتنے چاہے تخلیق کر سکتا ہے)۔

ہمیں ذلیل کرنے اور نیچا دکھانے کے لئے فرشتوں سے معمولی اور کم تر درجے کی مخلوق تخلیق کر دی گئی جو اگرچہ حقیر مٹی سے بنائی گئی مگر اس میں ہماری خصوصیات عقل مندی، بہادری اور طاقت وغیرہ سے اسے عظمت عطا کر دی گئی۔ اس کی جتنی زیادہ عظمت میں دیکھتا ہوں مجھے اپنی ذلت کا اسی قدر زیادہ احساس ہوتا ہے۔ جنت ہم سے چھین لی گئی اور اس میں اتنی طاقت ہے کہ جو کچھ فیصلہ کرتا ہے اس پر عمل درآمد بھی کر جاتا ہے۔ انسان کو تخلیق کرنے کے بعد ایک شاندار دنیا بھی تخلیق کر دی۔ جس کا حکمران انسان کو بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ اس کی خدمت کریں۔ شاندار خوبصورت پروں والے فرشتوں کو اب انسان کے حکم پر ان کے کام سر انجام دینے تھے۔ یہی فرشتے زمین پر نگرانی بھی کرتے ہیں جن سے مجھے خوف آتا ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ رات کے اندھیرے میں چھپتے چھپاتے میں یہاں تک آیا اور اب ہر جگہ پر میں اپنے جسم کو بل دے کر سوئے ہوئے ایسے سانپ کو تلاش کر رہا ہوں جس کے جسم میں داخل ہو سکوں۔

میرے لیے یہ بات کس قدر ذلت اور شرمندگی کی ہے کہ میں کل تک تو آسمان پر خدائی حاصل کرنے کے لئے فرشتوں اور دیوتاؤں کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور آج اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے اس گھٹیا اور حقیر جانور کے جسم میں داخل ہونے پر مجبور ہوں۔ اقتدار اور بلندی حاصل کرنے کی خواہش انسان کو کتنا گرا سکتی ہے۔ ہر کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے اور وہ ہر جائز و ناجائز طریقہ اپناتا ہے۔ میں اور حقیر سانپ کے جسم کے اندر۔ اس قدر پستی لیکن کوئی پرواہ نہیں۔ نیچے سے سفر

جب ہم انتقام لینا شروع کرتے ہیں تو ہمیں مزہ آرہا ہوتا ہے لیکن جلد ہی یہ واپس ہمارے پاس آجاتا ہے اور انجام بھیانک ہوتا ہے۔ انسانوں سے انتقام کی صورت میں میرے ساتھ برا سلوک کیا جائے گا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ ہاں میری خواہش یہ ضرور ہے کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔ خدا تک تو میں پہنچ نہیں سکتا اتنی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ تو یہ کروں گا کہ جس مٹی کے بنے ہوئے پتلے سے وہ محبت کرتا ہے یعنی انسان وہ میرا نشانہ ہوگا جس سے خدا کا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ یہ انسان تو نفرت کی اولاد نفرت کی پیداوار ہے۔ یعنی خدا نے ہم سے نفرت کرتے ہوئے ہمیں سزا دینے کے لیے اسے حقیر مٹی سے تخلیق کیا۔ مگر یہ خدا جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

شیطان یہ کہنے کے بعد رات کے اندھیرے میں سیاہ دھند کی طرح آگے بڑھتے ہوئے ہر خشک اور گیلی جھاڑی میں سانپ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ گہری نیند میں کنڈلی مار کر سویا ہوا سانپ جلد ہی اسے نظر آگیا۔ گول دائرے میں اپنے آپ کو لپیٹے ہوئے اور درمیان میں اپنے مکار منافق عیار سر کے ساتھ۔ مکمل سکون کے ساتھ وہ سو رہا تھا کیونکہ نہ اسے کوئی خوفزدہ کرنے والا تھا اور نہ کوئی ایسا جسے وہ خوفزدہ کرتا۔ شیطان سانپ کے منہ کے ذریعے اس کے جسم میں داخل ہوا جو اب ایک انتہائی عقلمند مخلوق تھی کیونکہ اب شیطان اس پر قابض تھا۔ مگر یہ سب کام اتنی چالاکی اور خاموشی سے کیا کہ سانپ کو بالکل بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد اب اسے صبح کا انتظار تھا۔

صبح کی سفید اور مقدس روشنی جنت میں ہر طرف پھیلنا شروع ہوئی۔ ہر طرف پھولوں کی خوشبو اس طرح پھیل گئی جس طرح کسی عبادت گاہ میں اگربتیاں اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ پھول اپنی خوشبو بکھیرتے ہوئے عبادت کر رہے ہیں۔ جنت میں اب ہر زندہ اور بے جان مخلوق اپنے خدا کی عبادت میں مصروف ہو چکی تھی۔ اس عبادت میں آدم و حوا بھی شامل ہو چکے تھے اور خدا کی حمد و

اندازہ لگا لیا کہ کام زیادہ ہے جس کے لئے صرف دو انسان کم ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے حوا نے آدم سے کہنا شروع کیا۔

آدم خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس باغ کے پودوں پھولوں اور جھاڑیوں کو کانٹ چھانٹ کر خوبصورت بنائیں۔ ہم پوری دلجمی ایمانداری اور محنت سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ مگر کام زیادہ ہے اور دو سے زیادہ لوگوں کی ضرورت ہے۔ ہر روز کام میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پودے اور شاخیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہم روزانہ پودوں کو کاٹتے ہیں۔ گرتے ہوئے پودوں کو سہارا دے کر دوبارہ کھڑا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح کا بہت سا کام روزانہ کرتے ہیں۔ مگر ایک دو دن بعد ہی اس سے زیادہ کام دوبارہ ہمارا منہ چڑا رہا ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے یا تو آپ مجھے کوئی مشورہ دیں یا پھر میری تجویز مان لیں۔ ہمیں کام کو بانٹ لینا چاہیے۔ تقسیم کا لینا چاہیے۔ آپ اپنی مرضی کی جگہ پر کام کریں، جہاں مناسب سمجھیں، زیادہ ضرورت خیال کریں۔ اور میں کام کرتی ہو گلاب اور دوسرے پھولوں کے پودوں کی شاخوں کو درست کرنے کا۔ جب ہم دونوں ایک ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں تو کام کی رفتار اس لئے کم ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے قریب ہونے کی وجہ سے کبھی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں، باتیں کرتے ہیں۔ اور کبھی کوئی نئ چیز بھی نظر آجاتی ہے تو اس کے بارے میں بھی گفتگو کرتے ہیں جس سے کام کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہم صبح جلدی کام شروع کر دیتے ہیں مگر جب خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو رات کو کھاتے ہیں تو درست محسوس نہیں ہوتا کہ بغیر کام کے یہ نعمت حاصل کر رہے ہیں۔

بہت نرمی آہستگی اور پیار سے آدم نے حوا کی بات کا جواب دیا کہ

تم میری ایک اکیلی اکلوتی ساتھی ہو۔ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز۔ تمہاری تجویز بہت اچھی ہے کہ خدا نے جو کام اور ذمہ داری

میں گفتگو کریں کھائے پیئیں۔ گفتگو اور ہنسی مذاق کرنے کی صلاحیتیں جانوروں کے پاس نہیں صرف ہمارے پاس ہی موجود ہیں۔ جن سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور محبت انسانی زندگی میں بہت اہم مقام رکھتی ہے۔ خدا کی مرضی ہمیں محنت مشقت میں ڈالنے کے بجائے خوش رکھنا ہے۔ تاکہ ہم اس کی نعمتوں سے سے بھرپور لطف اٹھا سکیں۔

باغ کا جو کام ہمارے سپرد ہے اسے ہم آسانی سے کر سکتے ہیں۔ جتنا کام ہم کر سکتے ہیں وہ کریں گے اور مکمل باغ کی دیکھ بھال تو اس وقت ہی ممکن ہو سکے گی جب ہمارے بچے ہمارے پاس موجود ہوں گے اور ایسا عنقریب ہو جائے گا۔ اگر ہر وقت کی گفتگو سے تم بچنا چاہتی ہو تو تھوڑی دیر کے لئے تم سے جدا ہونا مجھے قبول ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ تنہائی انسان کی ساتھی بھی ہے اور ضرورت بھی۔ جدائی کے بعد دوبارہ ملنے کا مزہ بھی اور زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن مجھے اس کی فکر ہے کہ کہیں تم اکیلے میں کسی خطرے میں گرفتار نہ ہو جاؤ۔ ہمیں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ حاسد دشمن ہمیشہ ہماری طاق میں رہتا ہے۔ جو ہمیں تباہ و برباد کر کے ہماری خوشیاں چھیننا چاہتا ہے۔ ہمیں وہ تکلیف بھی پہنچا سکتا ہے اور شرمندہ بھی کر سکتا ہے۔ اپنی چالاکیوں سے وہ ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ شاید ہم اس وقت بھی اس کی نظروں میں ہوں۔ ہمیں تلاش کرنے کی اس کی پوری کوشش ہو گی۔ اپنی خواہش کے مطابق وہ سب سے زیادہ فائدہ اس وقت اٹھا سکتا ہے جب ہم دونوں علیحدہ ہوں، اکیلے کام کر رہے ہوں۔ ساتھ ہونے کی صورت میں ہم ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں تو وہ ہمیں نقصان کس طرح پہنچا سکتا ہے۔ شیطان ترکیبیں بنا رہا ہو گا کہ کسی طرح ہم خدا کے احکامات پر اس کی وفاداری پر چلنا بند کر دیں یا پھر تمہاری اور میری خوشگوار زندگی میں دراڑیں ڈال دے۔ ہماری یہی نعمتیں ہمارے لئے اس کی نفرت اور غصے کا باعث ہیں۔ یا پھر اس سے زیادہ گھٹیا اور گھناؤنی ترکیب بھی اس کے ذہن میں ہو سکتی ہے۔

میرے ساتھ موجود رہو۔ خطرے کی صورت میں بیوی کی حفاظت اس کے شوہر کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ کوئی خطرہ ہو یا بدنامی کا خوف ہو تو شوہر ہی اس کے خطرے کا نہ صرف ساتھی بنتا ہے اور اسے اکیلا نہیں چھوڑتا۔

آدم کے جواب پر حوا نے ایسا رویہ اختیار کیا جیسے اس کا دل دکھایا گیا ہو۔ مگر اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہنے لگیں اے آدم۔ بہشت اور زمین کی اولاد بیٹے۔ روئے زمین کے تاجدار۔ شیطان ہمیں کس طرح تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ وہ باتیں جو

مجھے کمزور خیال نہیں کرنا چاہیے کہ دشمن مجھے ورغلا کر میرے اوپر قابو پا سکتا ہے۔ میری سچائی پر بھی آپ کو یقین رکھنا چاہیے۔ آپ کی میرے بارے میں یہ سوچ ہوگی یہ تو مجھے گمان بھی نہیں تھا۔ اس کے حملوں سے ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارا دشمن ہمیں کیسے مار سکتا ہے کیونکہ ہم تو لافانی ہیں۔ ایک طرف تو وہ اپنے حملوں سے ہمیں تکلیف پہنچانے کے قابل نہیں ہے اور ہم مقابلہ کرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور جہاں تک بات ہے فراڈ دھوکہ اور فریب کی تو مجھے افسوس ہے کہ آپ مجھ پر یقین اور اعتماد نہیں رکھتے۔ اگر یقین اور اعتماد ہوتا تو یہ بات کبھی آپ کی زبان پر نہ آتی کہ دشمن فریب کے ذریعے یا ورغلا کر آپ کے لئے میری محبت اور یقین میں کمی کروا سکتا ہے۔

آپ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے کے باوجود ایسا خیال اپنے دل میں لا بھی کیسے سکتے ہیں۔

خاندان کے سربراہ ہونے اور بیوی کی محبت اور حفاظت کے خیال سے آدم بہت صبر و تحمل کے ساتھ کہتے ہیں کہ خدا اور انسان کی لافانی بیٹی۔ میری پیاری حوا۔ تم گناہ کرو گی اس کا تو تصور بھی ممکن نہیں۔ مجھے تمہاری عقلمندی اور وفاداری پر بالکل بھی شک و شبہ نہیں ہے۔ لیکن سوچتا ہوں کہ ہمیں دشمن کو حملہ کرنے کا موقع ہی نہیں دینا چاہیے۔ شیطان اپنے حملے سے جب ورغلانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کوشش میں ناکامی کے باوجود جسے ورغلانے کی کوشش کی گئی تھی وہ لوگوں کی نظروں میں مشکوک ہو جاتا ہے کہ شیطان کو اس کے قریب آنے کا موقع کیسے مل گیا۔ مجھے علم ہے کہ تمہارا ایمان متزلزل نہیں ہو

سکتا۔ لیکن اس صورت میں جنت کے تمام فرشتے اپنے دل میں تمہارے لئے شکوک وشبہات پیدا کر چکے ہوں گے۔ مگر درحقیقت میری تو خواہش ہے کہ اسے حملہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اگر ہم دونوں ایک ساتھ ہوں گے تو اس میں حملہ کرنے کی ہمت ہی نہیں ہوگی اور حملہ کرنے کی صورت میں پہلے میرا سامنا کرنا پڑے گا۔ اتنے عیار اور چالاک دشمن سے ہمیں بہت

جب تم مجھے دیکھ رہی ہوتی ہو تو میری قوت میں اضافہ ہو رہا ہوتا ہے۔ میں اپنے آپ کو مزید عقلمند طاقتور اور محتاط محسوس کرنے لگتا ہوں۔ اور اس کا ہمارے اوپر حملہ کس قدر شرمندگی کی بات ہوگی۔ تمہاری قربت سے میری ہمت بڑھتی ہے۔ میری صلاحیتوں اعتماد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جس طرح یہ احساس میرے اندر جنم لیتے ہیں تمہارے اندر بھی ایسے ہی احساسات پیدا ہونے چاہیئں۔

میری خواہش ہے کہ تم میرے ساتھ رہتے ہوئے شیطان کا مقابلہ کرو تاکہ تمہاری عظمت کی میں بھی گواہی دوں۔

آدم نے تو یہ سب باتیں اپنے گھر کی بھلائی اور حفاظت کے لیے کہی تھیں لیکن حوا نے خیال کیا کہ اس کی وفاداری پر شک کیا جا رہا ہے تو محبت اور پیار بھری آواز میں کہنے لگیں کہ

یہ تو کوئی زندگی نہیں کہ ہم ہر وقت اپنے دشمن کے خوف میں مبتلا رہیں اور اپنے دفاع کی تدابیر کے بارے میں ہی سوچتے رہیں کہ نہ جانے کب وہ ہمارے سامنے آکر ہم پر حملہ کر دے۔ ہم جنت میں موجود ہیں یعنی خوشیوں کے درمیان لیکن ایسے حالات میں ہم کس طرح خوش رہ سکتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک ہم سے گناہ سرزد نہیں ہوگا ہم نقصان نہیں اٹھا سکتے۔ دشمن اگر سوچتا ہے کہ ہمارا ایمان کمزور ہے ہمیں ورغلانے کی کوشش کر سکتا ہے تو اسے ناکامی کا سامنا ہی کرنا پڑے گا۔

وہ ذلیل ہوگا اور ہمارے ہاتھوں شیطان کو شکست ہوتے ہوئے دیکھ کر خدا بھی ہم سے خوش ہو جائے گا۔ ہر محبت امتحان سے آزمائش سے گزاری جاتی ہے۔ ہر انسان کو اپنی آزمائش سے خود ہی گزرنا پڑتا ہے کسی دوسرے کی مدد کے بغیر۔ ہمیں ہمیشہ

شک کی حالت میں نہیں رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہمیں اتنا کمزور تخلیق نہیں کیا گیا کہ اکیلے رہنے کی صورت میں ہم نقصان اٹھا سکتے ہیں۔ اور ساتھ رہنے کے باوجود بھی تو ہم پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا جس خوشی کا ہم تصور کرتے ہیں وہ صرف نام کی خوشی ہے۔

اے عورت اس کائنات کی ہر شے خدا کی مرضی سے تخلیق ہوئی ہے نہ ہی اس میں کوئی نقص ہے اور نہ ہی وہ نامکمل۔ یعنی اپنی بہترین صورت میں ہے۔ اور ان میں سے انسان سب سے بلند یعنی اشرف المخلوقات ہے۔ باہر کی جانب سے بیرونی طاقتوں سے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے مگر اصل خطرہ تو ہمیں اپنے اندر سے ہے۔ ہماری طاقت جو گناہ کی شکل میں ہمارے اندر موجود ہے۔ ہمارے پاس عقل بھی ہے اور اختیار بھی اور ان چیزوں کو غلط استعمال کر کے ہم اپنے آپ کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ خدا نے ہمیں آزادی دی ہے اختیار دیا ہے لیکن خدا نے ہمیں خبردار بھی کر دیا ہے کہ اگر ہم اپنی عقل اور اختیار کا غلط استعمال کریں گے تو سزا کے حقدار ٹھہریں گے۔ شیطان ہم سے ہماری خواہش کے خلاف عقل اور اختیار کا غلط استعمال کروا کر ہمیں گنہگار کروا سکتا ہے۔ اپنی مکاری سے وہ کچھ ایسا کروا سکتا ہے جو خدا نے منع فرمایا ہے۔ مجھے تم پر مکمل یقین ہے تمہاری وفاداری پر بالکل شبہ نہیں لیکن آپ سے محبت کی وجہ سے مجھے آپ کی فکر رہتی ہے۔ اسی لئے آپ کو خطرے سے آگاہ کرتا رہتا ہوں۔ آپ کو بھی چاہیے کہ مجھے بھی خطرے سے بچنے کی تلقین کرتی رہیں۔ اگر ہم ایک دوسرے کے قریب رہتے ہیں تو ایک دوسرے کو گناہ کرنے سے روک سکتے ہیں۔ بعض اوقات ہماری عقل کسی چیز کو درست خیال کر رہی ہوتی ہے مگر یہ دھوکا ہوتا ہے اور اس چیز سے انسان نقصان اٹھاتا ہے۔ عیار دشمن کوئی ایسی ہی چیز دکھا کر ہمیں ورغلا سکتا ہے دھوکے میں ڈال سکتا ہے۔ اس چیز کا انتظار کرنا تو بے وقوفی ہے کہ کوئی ہمارے پاس آ کر ہمیں ورغلائے اور ہم اسے شکست دیں۔ جتنا زیادہ اس چیز سے بچنا ممکن ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ اپنے شوہر کے مشوروں پر عمل کرنا فرمانبرداری بھی ایک عورت کے لئے ضروری ہے۔

اگرچہ ہم دونوں کے ایک ساتھ رہنے میں ہی زیادہ حفاظت تھی لیکن پھر بھی اگر تم یہ خیال کرتی ہو کہ تم اکیلے اپنی حفاظت کرنے کے قابل ہو اور میری نصیحت مشورے پر عمل بھی کر سکتی ہو تو ٹھیک ہے تم جا سکتی ہو۔ اگر تم جانے کے لیے بہت زیادہ

بنی نوانسان کے باپ نے جب اپنی بات ختم کی تو اس وقت بھی حوا آدم کی برتری کو تسلیم کرنے کے باوجود اپنی ضد یعنی اکیلے کام کرنے کے ارادے پر اڑی ہوئی تھیں انہوں نے کہا

دیکھیں چونکہ آپ نے خود اجازت دی ہے اس لئے میں اکیلے کام کرنے جا رہی ہوں۔ آپ کے اپنے ہی الفاظ تھے کہ ہم پر آزمائش آنے کا کوئی وقت یا جگہ مقرر نہیں ہے ہم اس کا کسی بھی وقت سامنا کر سکتے ہیں مگر اہمیت اس چیز کی ہے کہ کیا ہم مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ مجھے اندازہ ہے کہ شیطان ہمارا دشمن ہے آپ نے یاد دہانی بھی کروادی مگر شیطان ہمارا دشمن ایک کمزور عورت پر پہلے وار کرنا اپنی توہین خیال کرتے ہوئے مجھ سے دور ہی رہے گا۔

اپنی بات ختم کرنے کے بعد حوا نے پیار سے اپنا ہاتھ جدا کیا آدم کے ہاتھ سے اور بہت اعتماد سے پھولوں کے پودے کی طرف چلنا شروع کیا اس طرح جیسے وہ جنگل کی دیوی ہو۔ ایسے شاندار اور باوقار انداز سے چل رہی تھی جیسے چاند اور اور شکار کی دیوی ڈیلیا قدم بڑھاتی تھی۔ مگر دیوی ڈیلیا کے ہاتھوں میں تو لڑائی کے ہتھیار تیر اور کمان ہوتے تھے وہ مقابلہ کر سکتی تھی جبکہ حوا کے ہاتھوں میں پودوں کے تراشنے کے معمولی اوزار تھے۔ یعنی وہ لڑائی کے طریقوں سے ناواقف سادہ اور معصوم تھی۔ بلکہ انسان کو یہ علم ہی نہیں تھا کہ لوہے کو آگ میں پگھلانے کے بعد ہتھیار کیسے تیار کیے جا سکتے ہیں۔ بلکہ ایسا کام تو فرشتے ہی سر انجام دیتے تھے۔ حوا الگ رہی تھیں روم کی قدیم دیوی پیلز جو گڈریوں مویشیوں اور جانوروں کے ریوڑ کی نگہبان تھی یا پھر

پھلوں کے باغات کی دیوی Pamona کی طرح جب وہ اپنی جوانی میں موسموں کے دیوتا Vertumnus یا Ceres کے ساتھ فرار ہو گئی تھی۔ پھر Jove سے اس کنواری کی اولاد ہوئی Proserpina۔

جب آدم نے حوا کو جاتے ہوئے دیکھا تو ان کی آنکھوں میں محبت تھی اور دل میں خواہش تھی کہ حوا مجھ سے دور جانے کے

اب شاعر ملٹن کہہ رہے ہیں کہ حوا تم کس قدر بدنصیب ہو کیونکہ اب تمہاری قسمت میں نہ تو شاندار کھانے ہیں اور نہ آرام و سکون۔ تمہاری تو سوچ ہے کہ تم دوپہر تک واپس آ جاؤ گی مگر تمہاری سوچ کے برعکس ہونے والا ہے۔ جنت کا آرام وسکون تم سے چھین لیا جانے والا ہے۔ دلفریب خوشبو والے پھولوں کے پیچھے دشمن تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ شیطان۔ جس کے دل میں خدا کے لئے شدید ترین غصہ ہے۔ وہ تمہیں جنت سے نکلوانے کا خواہشمند ہے۔ تمہاری معصومیت، ایمان، رحمت، خدا کی مہربانیوں کو تم سے جدا کرنے کی تمنا رکھتا ہے۔

شیطان نے صبح کے وقت ہی سانپ کا روپ اختیار کر لیا تھا اور یہ بری مخلوق سانپ کے بھیس میں آدم و حوا کو تلاش کر رہا تھا تاکہ انہیں نقصان پہنچا کر تمام انسانی نسل کا نقصان کر سکے۔ ہر جگہ تلاش کیا، پودوں کے قریب ڈھونڈا، فوارے کے قریب، سایہ دار سمندر کے کنارے لیکن اس کے دل میں یہ خواہش تھی کہ اگر اسے حوا آدم کے بغیر اکیلی مل جائے تو اسے ورغلانا زیادہ آسان ہو گا۔ اگرچہ اس بات کی امید بہت کم تھی کیونکہ وہ دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے قریب ہی رہتے تھے۔

لیکن پھر جب حوا کو خوشبودار گلابوں کے قریب اکیلے کام کرتے ہوئے دیکھا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔ وہ خوشبودار پودوں کے درمیان آدھی نظر آ رہی تھیں۔ خوشنما رنگوں کے پھول وہاں پر موجود تھے۔ جو کمزور جھاڑیاں جھکی ہوئی نظر آتیں انہیں بہت آرام آہستگی کے ساتھ سہارا دے کر سیدھا کھڑا کرنے میں مصروف تھیں۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہاں موجود

پھولوں میں وہی سب سے غیر محفوظ تھیں کیوں کہ ان کی حفاظت کرنے والا آدم وہاں پر موجود نہیں تھا۔ ایک طوفان سانپ کی شکل میں انھیں تباہ کرنے کے لیے تیزی سے ان کی جانب آ رہا تھا۔ وہ باغ میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اعتماد کے ساتھ بل کھاتے ہوئے۔ شاخوں اور پھولوں کے درمیان کبھی سامنے ہوتا کبھی نظروں سے اوجھل۔ باغ بے حد خوبصورت اور خوشبودار تھا

ہر چیز اسے بے حد شاندار لگ رہی تھی۔ مٹی کی خوشبو اس نے سونگھی۔ ہر ایک دیہاتی منظر اور پرندوں کے چہچہانے کی اور دوسری آوازیں اس کے دماغ کو مسحور کر رہی تھیں۔ اور ان کے ساتھ ایک انتہائی حسین دیوی کی طرح کی عورت کی موجودگی وہاں کے حسن میں اضافہ کر رہی تھی۔ ان کا حسن اپنی مثال آپ تھا۔

کچھ دیر کے لئے تو سانپ اپنے ہوش و حواس ہی گم کر بیٹھا۔

حوا کی خوبصورتی تو فرشتوں سے بھی آگے نکل چکی تھی۔ ایسے حسین منظر نے اسے کچھ دیر کے لیے اپنی دشمنی حسد نفرت مکاری کو بھول کر گم سم کھڑا کر دیا۔ اور تو اور اپنی شیطانیت کو بھی بھول گیا۔ لیکن جلد ہی سینے میں جلتی ہوئی جہنم کو دوبارہ محسوس کر لیا۔ جنت کا خوبصورت ماحول اور حوا کی خوبصورتی بھی اس کے سینے میں جلتی ہوئی آگ کا خاتمہ نہ کر سکی۔ یہ تمام چیزیں تو کسی اور کے لئے تھیں۔ یہ سوچ کر اس کی نفرت اذیت میں اضافہ ہو گیا۔ اپنی نفرتوں کو جمع کرتے ہوئے سوچا کہ میں کیسے بھٹک گیا تھا۔ یہاں کی خوبصورتی کو تباہ کرنا ہی میرا مقصد ہے۔ اس جگہ اور حوا کے حسن نے مجھے راستے سے کس طرح ہٹا دیا تھا۔ میں تو نفرت انتقام کے لیے یہاں پر آیا ہوں۔ محبت میرے قریب کیسے آ سکتی ہے۔ یہاں کی کوئی خوشی میرے مقدر میں نہیں لکھی۔ جنت کی خوشیوں اور نعمتوں کو تباہ کر کے میں اپنا انتقام لوں گا۔ تباہی بربادی اور تخریب کاری سے ہی میں خوشیاں حاصل کر سکتا ہوں۔ میری قسمت میں اس کے علاوہ اور کوئی خوشی نہیں لکھی۔

حوا اکیلی ہیں اور مجھے اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ عورت کو آسانی سے ورغلایا جا سکتا ہے۔ اس کا شوہر آدم یہاں پر موجود نہیں ہے۔ وہ عقل اور طاقت دونوں میں مجھ سے بہتر ہے۔ مٹی سے تخلیق ہونے کے باوجود میں اسے شکست نہیں دے سکوں گا۔ جہنم کی اذیت سہنے کے بعد مجھ میں پہلی جیسی طاقت اور قوت باقی نہیں رہی۔ حوا کتنی خوبصورت ہے اور یقینی طور پر

انسانیت کے دشمن نے یہ بات کی اور حوا کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ زمین پر رینگ نہیں رہا تھا بلکہ جسم کو گول دائروں میں لپیٹا اور اپنے سر کو اٹھا کر پروقار طریقے سے آنکھوں میں حسد اور نفرت لئے احترام کے ساتھ حوا کے سامنے آموجود ہوا۔

سانپ کی گردن سبزی مائل سنہرے شاندار رنگ کی تھی اور سر اوپر کی جانب۔ گھاس پر وہ بہت حسین نظر آرہا ہے۔ دنیا میں موجود سانپ کی ہر نسل سے زیادہ خوبصورت۔

شیطان انسان کی صورت میں حوا کے قریب پہنچ چکا ہے مگر اس سے بات کرتے ہوئے ہچکچاہٹ ہے۔ وہ محتاط ہے کہ کہیں کام بگڑ نہ جائے۔ اس کی چالبازی اس طرح کی تھی جس طرح ایک تجربہ کار جہازران سمندر کے طوفان سے اپنے جہاز کو بچا کر تیز ہوا کے رخ رکھتا ہے اور محفوظ مقام تک پہنچا دیتا ہے۔ اگرچہ بہت خوبصورت طریقے سے چل رہا ہے مگر اپنی حرکات سے حوا کو احساس نہیں ہونے دے رہا کہ اس کے لیے ہی وہ وہاں پر آیا ہے۔ اس کی توجہ بھی حاصل کرنا چاہتا ہے مگر وہ کام کے دوران کسی جاندار پر توجہ دینے کی عادی نہیں تھیں۔ پتوں کے ہلنے کی آواز سنی مگر اس طرف دھیان نہ دیا کیونکہ تمام جاندار اس کے قریب آکر ایسی حرکات کرتے ہی رہتے تھے۔ بلکہ وہ تو حوا کے بہت زیادہ تابعدار تھے۔ اس کا ہر حکم مانتے۔ Cire نے جن انسانوں کو اپنے جادو سے خنزیر بنا دیا تھا ان کے حکم ماننے سے بھی زیادہ۔

شیطان سانپ کی شکل میں بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے حوا کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ پھر اس کے حسن کو حیران پریشان ہو کر دیکھتا رہا۔ اپنے سر کو جھکاتے ہوئے کئی بار سلام کیا۔ ان کی تعریف کرتے ہوئے جہاں وہ موجود تھیں اس زمین کو چاٹنا شروع

ہو گیا۔ اس کی ان حرکات کی وجہ سے حوا اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئیں۔ ان کی توجہ حاصل کرنے پر خوشی کا احساس جنم لیا اور وہ میٹھی خوشامد بھری آواز میں بات کا آغاز کیا۔ اس نے اپنی مکار سازش کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ عظیم ملکہ صاحبہ آپ حیران نہ ہوں آپ کے حسن کی وجہ سے میں آپ کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ آپ اس قدر حسین ہیں کہ ہر کوئی آپ کو

ہو گا۔ کوئی جاندار بھی آپ کے حسن سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو بھی آپ کو دیکھتا ہے مسحور ہو کر کھڑا رہ جاتا ہے۔ اس کائنات میں جو بھی آپ کو دیکھے گا تعریف کرے گا۔ اس چار دیواری کے گھٹن زدہ ماحول میں آپ کا حسن کھل کر سامنے نہیں آ رہا۔ آپ کے حسن تک پہنچنے کے لئے نظروں کی ضرورت ہے جو بہت کم کے پاس ہے۔ اور آپ کے دیکھنے کے لیے ہی کون ہے۔ صرف ایک آدم۔ لیکن دراصل آپ تو اہلیت رکھتی ہیں دیوتاؤں کی ملکہ بننے کی۔ اور فرشتوں کو حکم دیا جانا چاہیے تھا کہ وہ ہمیشہ آپ کی خدمت کیلئے حاضر رہیں۔ ورغلانے والے سانپ کے بھیس میں شیطان کی دلفریب اور خوشامدانہ باتیں حوا کے دل پر اثر کر گئیں۔ لیکن انہیں اس بات کی بھی حیرانی تھی کہ سانپ تو ایک جانور ہے یہ انسانوں کی طرح کس طرح بول رہا ہے۔

انہوں نے جواب دیا۔

یہ کیسے ہو گیا کہ ایک جانور انسانوں کی طرح بولنے لگا اور انسانی جذبات اور عقلمندی بھی اس کے باتوں سے نظر آ رہی ہے۔ پہلے تو میرا خیال تھا کہ قدرت نے صرف انسانوں کو بولنے کی طاقت دی ہے اور جانور گفتگو نہیں کر سکتے۔ پھر میں نے محسوس کیا کہ ان میں عقل موجود ہے۔ اے سانپ تم تمام جانداروں میں سب سے عیار اور مکار ہوتے ہو۔ یہ تو مجھے علم تھا لیکن یہ علم نہیں تھا کہ سانپ کو انسانوں کی طرح بولنے کی صلاحیت بھی عطا کی گئی ہے۔ یہ تو ایک معجزہ ہے۔ میں تمہارے بولنے کا معجزہ دوبارہ

سننا چاہتی ہوں۔ یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تمہیں زبان کیسے ملی اور تمہارا میرے ساتھ دوسرے جانوروں کے مقابلے میں اتنا زیادہ

کے بارے میں آپ کو بتاؤں۔ آپ حق رکھتی ہیں کہ مجھے حکم دیں۔ دوسرے جانوروں کی طرح پہلے میں بھی بول نہیں سکتا تھا۔ اس حقیر گھاس کو کھاتا تھا جو پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔ میری خوراک گھٹیا تھی اور اسی لیے میری سوچیں بھی پست تھیں۔ صرف کھانا اور جنسی تعلق ہی میری زندگی کا واحد مقصد تھا۔ میری سوچیں بلند پرواز نہیں رکھتی تھیں۔ ایک دن میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا کہ اچانک ایک بہت خوبصورت درخت مجھے نظر آیا۔ جو شاندار سرخ اور سنہری رنگوں کے پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی خوبصورتی نے مجھے اپنے پاس آنے پر مجبور کر دیا۔ اس کی سونف کی مانند، دودھ سے بھرے ہوئے تھن کی طرح خوشبو نے تو میری بھوک کو بے حال کر دیا۔ اتنی زیادہ بھوک کو مٹانے کے لیے میں نے ان پھلوں کو کھانے کا ارادہ کر لیا۔ سیب کا پھل بلندی پر تھا تو میں خوشبودار درخت کے تنے کو گلے سے لگا کر اوپر چڑھنے لگا۔ میری طرح صرف آپ اور آدم ہی اس پھل تک پہنچ سکتے ہیں۔ باقی جانور بھی وہاں موجود تھے جو حسد اور حیرانی سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ وہ بلندی پر موجود اس پھل کو حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

میں پھلوں تک پہنچ گیا اور دل کھول کر انہیں کھایا۔ بہت ہی شاندار۔ مزہ اتنا لذیذ کہ دنیا میں ایسی چیز کبھی پہلے کھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ وہ کھانے کے بعد اچانک میں نے محسوس کیا کہ مجھ میں تبدیلیاں آرہی ہیں۔ ایک تو عقل و شعور کی دولت مجھے مل چکی تھی، میں سوچنے سمجھنے کے قابل ہو گیا اور دوسری بولنے کی طاقت بھی میرے پاس آچکی تھی۔ جب میری سوچوں میں بلندی آگئی تو مجھے کائنات کی بھی سمجھ آنے لگی۔ میں چیزوں کی خوبصورتی کو سمجھنے کے قابل بھی ہو گیا۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا حسن اگر جمع کر لیا جائے تو وہ صرف آپ کی ذات میں نظر آتا ہے۔ دوسری کوئی بھی شے آپ کے حسن کے قریب سے بھی نہیں گزرتی اور اسی چیز نے مجبور کر دیا کہ آپ کے پاس ٹھہر کر آپ کا نظارہ کروں۔ اگرچہ یہ نازیبا حرکت ہے

لیکن میرے پاس اس چیز کا اختیار نہیں تھا۔ میرے دل نے مجھے بس کر دیا تھا۔ آپ تو تمام مخلوقات میں سب سے افضل ہیں بلکہ آپ کی تو پرستش اور پوجا کی جانی چاہیے۔

سانپ کے جوش و جذبے سے بھری ہوئی باتوں کا حوا پر اثر بھی ہوا اور وہ حیران بھی تھیں۔ سمجھنے لگیں کہ سانپ ان کے ساتھ

تمہارے منہ سے اس پھل کی اتنی زیادہ تعریف سن کر مجھے بھی اسے دیکھنے کی خواہش ہو رہی ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس درخت کو دیکھوں کہ کہیں تم اس کی ضرورت سے زیادہ تو تعریف نہیں کر رہے۔ کس طرف اور اس جگہ سے کتنی دور ہے وہ درخت۔ یہاں تو بہت زیادہ اور انواع و اقسام کے درخت ہیں جن کا ہمیں علم نہیں۔ بہت سے ایسے پھل ہیں جن سے ہم واقف نہیں۔ درختوں میں لٹکے ہوئے ان پھلوں کی بہت بڑی تعداد کو تو اب تک ہاتھ بھی نہیں لگایا گیا۔ جب آبادی زیادہ ہو جائے گی اور لوگ پیدا ہو جائیں گے تو پھر ان پھولوں کا استعمال ممکن ہو گا۔

شیطان یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا راستہ بالکل نزدیک ہے اور آپ کے سفر کے چلنے کے قابل بھی ہے۔ یہ جو قطار میں پھول لگائے گئے ہیں ان کی پچھلی جانب ہموار زمین، پانی کے چشمے اور خوشبودار پودوں سے کچھ ہی دور وہ درخت ہے۔ مجھے اگر حکم دیں تو میں آپ کو وہاں تک پہنچا سکتا ہوں۔

حوا اس کے ساتھ اس درخت تک جانے کے لیے تیار ہو گئیں اور اس نے راستہ دکھایا۔ ورغلانے میں کامیابی دیکھ کر وہ خوشی میں پھولے نہیں سما رہا تھا۔ اس کا سینہ چمک اٹھا اس شعلے کی مانند جو جنگل میں ہوا ملنے پر بہت زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس قسم کا آسیبی مخلوق بدروحوں کی شکل میں روشن شعلہ راستہ بھولے ہوئے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا کر راستے سے بھٹکا کر دلدل یا گہرے پانی کے نالوں میں غرق کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ دھوکا دیتا جھوٹی چمک دمک دکھاتا ہوا سانپ انسانیت کی معصوم ماں حوا کو بہکا کر ممنوعہ درخت تک لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ حوا اپنے راستہ دکھانے والے سے مخاطب ہوئیں کے

اے سانپ یہاں تک آنے کی ہم نے جو محنت کی وہ ضائع گئی۔ پھل کھانا تو دور کی بات ہے اس کے قریب جانے سے بھی خدا نے ممانیت کی ہے۔ یہاں درخت پر بے شمار پھل موجود ہیں جنھوں نے تمہارے اندر بہت سی شاندار تبدیلیاں پیدا کر دیں۔

بے گناہ معصوم حوا نے جواب دیا کہ اس باغ میں موجود تمام پھلوں کو کھانے کی ہمیں اجازت ہے۔ صرف ایک یہی پھل ہے جسے کھانے سے تو کیا خدا نے ہاتھ لگانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کا کھانا ہمارے لئے موت اور تباہی لے کر آئے گا۔

بات کے ختم ہونے سے پہلے ہی شیطان نے ایسا رویہ اختیار کیا جیسے وہ حوا کی مدد تو کرنا چاہتا ہو مگر مناسب الفاظ اس کے پاس موجود نہ ہوں۔ وہ ایسے ہل رہا ہے جیسے بہت بڑی اور اہم بات بتانے کا خواہشمند ہو۔ خاموشی کی یہ اداکاری اس طرح کی تھی جیسے ایتھنز یونان اور روم کے پرانے عظیم مقرر انداز اپناتے تھے۔ تقریر کرتے ہوئے وہ اچانک ایک اہم نکتے میں پہنچ کر خاموش ہو جاتے۔ مگر چہرے کے انداز ہاتھ اور سر کو ہلانے سے الفاظ سے زیادہ پر زور طریقے سے بات کہہ جاتے۔ ادھر ادھر کی بات کے بجائے سیدھے اپنے موضوع پر آتے۔

شیطان پورے جوش کے ساتھ درخت سے کہتا ہے۔

اے درخت تو مقدس ہے جو علم اور شعور دیتا ہے۔ تم تمام علوم کا سرچشمہ ہ۔ ومیں نے تمہارے پھل کو کھانے کے بعد آگہی علم وعرفان کو حاصل کیا۔ وہ علم اور شعور تم نے مجھے دیا جس سے میں ہر چیز کے بارے میں سمجھنے لگا۔

اے کائنات کی ملکہ کسی کے کہنے سے تمہیں کس طرح موت آسکتی ہے جبکہ تمہیں اور آدم کو تولافانی بنایا گیا ہے جنہیں کبھی موت آنی ہی نہیں۔ جو پھل علم وبصیرت عطا کرتا ہے وہ موت کا باعث کیسے بن سکتا ہے۔ دیکھو میں یہ پھل کھانے کے باوجود زندہ ہوں اور اسے کھانے کے بعد زیادہ عقل اور شعور بھی حاصل کر لیا۔ جو چیز میرے لئے نہیں تھی ہمت کر کے اسے حاصل کر لیا۔ کھا لیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک چیز جو جانور کو تو فائدہ دے جائے اس کے دروازے انسان کے اوپر بند کر دیے جائیں۔

اتنی معمولی حکم عدولی پر خدا تمہیں موت کی سزا دینے کے بجائے تمہاری ہمت کی تعریف کرے گا۔ تمہاری حوصلہ افزائی کرے گا۔ نیک اور بد میں فرق بتانے والی چیز کا حصول گناہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھائی کا علم ہونے کے بعد برائی کا بھی علم جاننا ضروری ہے تا کہ برائی سے بچ سکیں۔ خدا تو منصف ہے تو اس چیز پر آپ سزا کی حقدار ہو سکتی ہیں۔ اور اگر منصف نہیں ہے تو

سوچنا چاہیے کہ تم پر اس درخت کے پھل کو کھانے کی ممانعت کیوں لگائی گئی۔ اپنے ماننے والے کو وہ ایسا کس طرح حکم دے سکتا ہے کہ ایک انسان اس درخت کا پھل نہ کھائے اور جاہل رہے۔ اس پھل کے کھانے کے بعد خدائی صفات پیدا ہوتی ہیں جو انسانی ترقی کا اگلا درجہ ہیں۔

میرے جیسا ایک جانور جب اس پھل کو کھاتا ہے تو اس میں انسانوں کی طرح عقل و شعور آ جاتا ہے۔ تو اگر آپ جیسا انسان اگر اسے کھائے گا تو وہ یقینی طور پر دیوتا بن جائے گا۔ جو ڈرایا گیا ہے دھمکی دی گئی ہے کہ آپ کو موت آئے گی تو اس کا مطلب ہے کہ آپ انسان سے دیوتا بن جائیں گی۔ اگر موت اس کا نام ہے تو کتنی شاندار موت ہے۔ یہ تو وہ پھل ہے جو دیوتا کھاتے ہیں۔ اور انسان بھی انہیں کھا کر دیوتا بن سکتا ہے۔ کیونکہ خدا کی پیدائش پہلے ہوئی اور اسی لیے انہیں حق بھی حاصل ہو گیا کہ جس چیز پر چاہیں پابندی لگا دیں۔ مجھے اس چیز پر شدید اعتراض ہوتا ہے۔

زمین اور زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ سورج کی حرارت سے ہی ہر چیز کی پیدائش ہوتی ہے۔ خدا اور دیوتاؤں کا تو اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح کے اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو اس درخت کا پھل کھانے سے منع کرنے کے بجائے ان میں طاقت ہوتی کہ وہ اسے یہاں موجود ہی نہ رہنے دیتے۔ اور اگر ان میں طاقت ہوتی اور کوئی اس درخت کا پھل کھا بھی لیتا تو اس میں عقل و شعور اور دوسری خصوصیات جنم نہ لیتیں۔ اگر خدا ہی ہر چیز کا مالک ہے اور آپ اس درخت کا پھل کھا بھی لیں تو اسے کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ (دیوتاؤں کی طرح خدا کو بھی طاقت شاید اسی پھل نے دی ہے)۔

دیکھیں دراصل خدا تو چاہتا ہے کہ کوئی اس کی برابری نہ کر سکے۔ اور اگر کوئی حسد کر رہا ہو تو اسے خدا یا دیوتا کہلانے کا حق ہی

سانپ کی گفتگو سے حوا متاثر ہو چکی تھیں۔ اس پھل کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ شیطان کے ترغیب دینے والے الفاظ اب تک ان کے کانوں کو سنائی دے رہے ہیں۔ دراصل ان کا ذہن ان باتوں کو درست تسلیم کر چکا تھا۔ اب دوپہر کا وقت ہو رہا تھا۔ حوا کو شدید بھوک کا احساس ہوا اور پھل کی خوشبودار مہک نے بھوک میں کئی گناہ اضافہ کر دیا۔ ان کا ارادہ پھل کو کھانے کا بن چکا ہے مگر کھانے سے پہلے وہ پھل کو کہتی ہیں۔

اے بے شمار خوبیوں والے پھلوں کے بادشاہ۔ مگر ان خوبیوں کو انسان سے چھپایا گیا ہے۔ تم یقینی طور پر تعریف کے قابل ہو۔ خوب لذت والے۔ مگر تمہیں کھانے پر پابندی لگا دی گئی۔ تمہیں کھانے کے بعد بے زبان سانپ کو بولنا آ گیا۔ اسی لیے وہ تمہارے گن گاتا ہے۔ اور دیکھو اگرچہ خدا نے اسے کھانے سے منع فرمایا مگر تمہاری تعریف تو اس نے بھی کی ہے۔ اور خواہش کے باوجود تمہاری خصوصیات نظروں سے اوجھل نہیں کر سکا۔ اسی لیے علم کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے علم کا درخت شجرہ علم اسے نام دیا۔ نیکی اور بدی کا علم۔ (بلکہ میں تو کہوں گی خدا کی نافرمانی سے بچنے کا علم)۔ اور اس کے منع فرمانے کے بعد اسے کھانے کی خواہش میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ ہم میں بصیرت کی بے پناہ کمی ہے تو اسے کھانے کے بعد یقینی طور پر اس میں اضافہ ہو گا۔

اے حوا۔ نیکی اچھائی کے علم کا اگر تم شعور نہیں رکھتیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہارے اندر موجود نہیں۔ اور اگر یہ چیز موجود ہے اور تمہیں علم نہیں تو پھر یہ چیز تو بے مقصد ہوئی۔ اس پھل کے قریب نہ جانے کا تو مطلب ہے کہ ہم نے نیکی اچھائی علم اور عقل سے دور رہیں۔

ایک طرف تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ آزاد ہیں اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ اس پھل کو نہیں کھا سکتے۔ اگر اس درخت کے پھل کو کھانے کے بعد موت آجاتی ہے تو اس سانپ کو بھی مر جانا چاہیے تھا۔ مگر یہ تو کھانے کے باوجود زندہ ہے بلکہ اس کے شعور میں اضافہ ہو گیا ہے۔ بات چیت بھی کرنے لگا ہے۔ تو کیا اس پھل کو کھانے کے بعد صرف ہمیں ہی موت آنی ہے۔ اور جانوروں کو تو کھانے کا حق حاصل ہے لیکن صرف ہم پر ہی پابندی لگائی گئی ہے کہ اس پھل کو کھا کر علم و شعور میں اضافہ نہ

مجھے اس پھل کے کھانے کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ میرا علم بہت کم ہے۔ اچھائی برائی کا علم۔ موت کیا ہوتی ہے اس چیز کا علم اور قانون اور سزا کے بارے میں بھی علم حاصل کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ لاعلمی گناہ اور خدا کی نافرمانی جیسی خرابیاں تو اس پھل کو کھا کر ہی دور کی جا سکتی ہیں۔ تو علم و دانش کے اس خوشبودار پھل کو فوری طور پر کھا کر اپنے علم اور شعور میں اضافہ کرو۔

یہی وہ لمحہ تھا جب ان کے ہاتھ نے پھل کو توڑا اور کھا لیا۔

زمین سخت پریشانی کے عالم میں کانپنا شروع ہو گئی تھی ارد گرد کی تمام چیزیں فطرت بھی سسکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ حوا خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے سب کچھ کھو چکی تھیں۔

چالاک عیار سانپ جو چاہتا تھا وہ کروا چکا تھا۔ وہاں سے جا کر اپنے آپ کو جھاڑیوں کے پیچھے چھپا لیا۔ حوا تو پھل کھاتے ہوئے مدہوشی میں تمام جہان کو فراموش کر بیٹھی تھیں۔ ارد گرد کا کوئی ہوش نہ تھا۔ پھل تو واقعی انتہائی مزے دار ہے۔ مگر جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا پتا نہیں وہ سچ بھی ہے یا نہیں۔ پھل کو خوب کھانے کے وہ نشے کی حالت میں بہت خوشی محسوس کر رہی تھیں اور کہا۔

تم جنت میں موجود تمام درختوں کے بادشاہ پھل ہو۔ بہت ہی قیمتی فائدہ پہنچانے والے۔ تمہاری اہمیت کا احساس کسی کو بھی نہیں تھا اور تمہیں بے مقصد خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن اب تو میں روزانہ صبح یہاں آکر تمہارے قصیدے پڑھا کروں گی۔ تمہارا خیال

رکھا کروں گی۔ تمہارے پھل اتار کر کھاؤں گی تاکہ تمہارا بوجھ کم ہو اور میرے عقل و شعور علم و دانش میں اضافہ ہو۔ اتنا علم

اے سانپ تم نے میری رہنمائی کی مجھے اس درخت کا راستہ دکھایا۔ یعنی جہالت سے علم کی روشنی کا راستہ۔ میں نے یہ نافرمانی تو کر دی ہے مگر شاید خدا کو اس کا علم نہ ہوا ہو۔ آسمان بہت بلندی پر واقع ہے اور وہاں سے زمین کی ہر چیز بالکل صاف دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ خدا کو تو پوری کائنات پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ بہت سی اہم چیزوں پر دھیان دینا ہوتا ہے۔ اس لیے شاید میری نافرمانی اس کی نظروں میں نہ آئی ہو۔ شاید اس کے جاسوسوں کو بھی علم نہ ہوا ہو۔ لیکن اب پریشانی یہ ہے کہ آدم کو اپنے شاندار کارنامے کے بارے میں بتانا چاہیے یا نہیں۔ پھل کھانے کے بعد جو تبدیلیاں مجھ میں آئی ہیں ان کا اسے علم ہو ہی جائے گا۔ انہیں سب کچھ بتا کر اپنی خوشیوں میں شریک کر لینا چاہیے۔ انہیں بھی خوشیاں حاصل کرنے کے لیے یہ پھل کھا لینا چاہیے۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھیں نہ بتاؤں اور مجھے علم کی برتری حاصل رہے۔ پھر وہ مجھے کم عقل سمجھنا چھوڑ دیں اور اپنے برابر کا تصور کرنے لگیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے برتری حاصل ہو جائے۔ جب انسان نے احساسِ کمتری میں ہی رہنا ہے تو آزادی کا کیا فائدہ۔

لیکن اگر خدا کو میری نافرمانی کا پتہ چل گیا اور مجھے موت دے دی گئی تو آدم ایک نئی حوا کو اپنا لے گا خوشگوار زندگی بسر کرتے ہوئے۔ یہ سوچ تو میرے لئے موت سے بھی بدتر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے فیصلہ کر لیا کے آدم کو بھی پھل کھانا پڑے گا تاکہ ہم دونوں ایک ساتھ زندہ رہیں اور ایک ساتھ موت آئے۔ میں اس سے محبت کرتی ہوں اور اس کے ساتھ مرنا بھی میرے لئے تسکین کا باعث ہو گا۔

یہ کہا اور واپس سفر شروع کیا۔ لیکن جانے سے پہلے جھکتے ہوئے درخت کو سلام کیا کہ اسے دیوتاؤں کا پھل کھلا کر دیوتاؤں جیسی ہی عقل دانش شعور جیسی صفات اس میں داخل کر دیں۔ وہ صفات جو خدا نے اس درخت کو عطا فرمائی تھیں۔

آدم کو دوسری طرف حوا کا بے چینی سے انتظار تھا۔ انہوں نے پھولوں کا ایک خوبصورت ہار حوا کے استقبال کے لیے تیار کر رکھا تھا جو پرانے دور کے دیہاتوں کی ثقافت کا حصہ تھا کہ جب فصل کی کٹائی ختم ہوتی تو وہاں موجود سب سے حسین لڑکی کو زراعت کی دیوی Harvest Queen قرار دے کر پھولوں کا تاج اس کے سر پر رکھا جاتا۔ آدم سوچ رہے تھے کہ اس ہار کو دیکھ کر حوا کتنی خوش ہوں گی اور وہ ایک ساتھ بہت اچھا وقت گزاریں گے۔ لیکن ان کا دل انہیں بتا رہا تھا کہ کوئی خطرے کی بات ہے۔ ان کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ اپنے خوف کو ختم کرنے کی خاطر انہوں نے حوا کی جانب سفر شروع کیا۔ علم کے درخت شجر علم کے قریب سے گزر رہے تھے تو حوا انہیں نظر آ گئیں۔ وہ خوش نظر آ رہی تھیں جن کے ہاتھ میں دیوتاؤں کی خوراک کی طرح کے خوشبو دار مزے دار رنگین پھل موجود تھے۔ وہ تیز رفتاری سے آدم کے پاس آئیں اور دیر سے آنے پر معذرت کرتے ہوئے کہنے لگیں۔

آپ یقینی طور پر سوچ رہے ہوں گے حیران ہوں گے کہ اتنی دیر ہو گئی میں اب تک واپس کیوں نہیں آئی۔ آپ سے دوری کا تو مجھے بہت زیادہ احساس ہوتا رہا۔ آپ سے دوری میرے لئے بہت تکلیف دہ تھی۔ میرے دیر ہونے کی وجہ بہت اہم ہے۔ خدا نے جس درخت کے کے قریب جانے اس کا پھل کھانے سے ہمیں منع فرمایا ہے وہ تو بہت ہی اہم اور خاص درخت ہے۔ اس

ایک سانپ اس درخت کا پھل کھانے کے بعد انسانوں کی طرح گفتگو کرنے کے قابل ہو گیا۔ اور فضول نہیں بلکہ بہت عقل و شعور کی گفتگو کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ اسے منع نہ کیا گیا ہو کہ وہ یہ پھل نہ کھائے۔ یا پھر منع کرنے کے باوجود بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کھا لیا ہو۔ کہا تو یہ گیا تھا کہ وہ پھل کھانے کے بعد موت واقع ہو جائے گی مگر وہ زندہ رہا۔ بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ عقل و شعور آ گیا ہے۔ اس کے راغب کرنے پر میں نے وہ پھل کھا لیا اور اس کے کھاتے ہی بہت سی پوشیدہ چیزیں مجھے نظر آنے لگیں۔ نہ صرف دیکھنے کی صلاحیت میں بلکہ عقل و شعور میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ میں دل میں وسعت محسوس

کرنے لگی اور مجھے دیوی ہونے کا احساس ہونے لگا۔ میں نے اکیلے پھل کھالیا اور آپ مجھ سے پیچھے رہ گئے۔ تو آپ کو بھی یہ پھل کھا کر میرے برابر آجانا چاہیے تا کہ ہم خوشیوں سے بھی برابر کا لطف اٹھا سکیں۔ میں دیوی کے رتبے پر پہنچ چکی ہوں اور اگر آپ اب یہ نہیں کھائیں گے تو ہم دونوں کی برابری میں فرق رہے گا۔ اپنے اندر موجود دیوتاؤں کی طاقت کو جدا کرنا میرے لیے ممکن نہیں ہو گا۔ اس لیے ہم دونوں علیحدہ ہو سکتے ہیں جس کی اجازت قدرت بھی نہیں دے گی اور میری بھی یہ کبھی خواہش نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ یہ سب کچھ بتاتے ہوئے حوا مسکرانے کی کوشش کر رہی تھیں مگر ان کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو رہا تھا۔

آدم کو جیسے ہی پتہ چلا کہ حوا خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے شجر ممنوعہ کے پھل کو کھا چکی ہیں، بھیانک غلطی کر چکی ہیں تو پہلے حیران

اب وہ سکتے کی حالت میں تھے۔ کچھ دیر کوئی الفاظ ادا نہ کر سکے پھر خاموشی کو توڑتے ہوئے اپنے آپ سے کہنے لگے۔

اے حوا آپ تو خدا کی حسین ترین اور بہترین تخلیق ہیں۔ خدا نے آپ کو مقدس پاکیزہ بہترین اخلاق بہترین خصوصیات سے نوازا۔ بہترین مرتبہ عنایت فرمایا۔ آپ اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتی ہیں۔ یہ کس قدر بڑا نقصان ہے۔ اس سے آپ کی تمام خصوصیات خامیوں میں تبدیل ہو گئیں اور اب موت کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ آپ نے اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیسے کر لیا۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ کو یقینی طور پر کسی نے ورغلا دیا ہے۔ مجھے اس دشمن کا علم نہیں جس نے ہمیں برباد کر دیا لیکن اب آپکے ساتھ مجھے بھی موت کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ میں اس چیز کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ آپ کے بغیر زندہ رہنے کا تصور میرے لیے ممکن نہیں ہے۔ ہم کس قدر میٹھی اور پیار بھری گفتگو کرتے رہے اور محبت سے ایک ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ تو میرے لیے ممکن نہیں ہو گا کہ اکیلے اس جنگلی باغ میں وقت گزاروں۔

اگر میری پسلی سے خدا ایک اور حوا تخلیق کر دے تو اس سے بھی آپکی کمی پوری نہیں ہو سکے گی۔ ہم تو دو جسم ایک جان ہیں۔

بہادری دکھانے کے شوق میں آپ بہت غلط حرکت کر چکی ہیں۔ اس حرکت کا تو سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کیونکہ جس پھل کو چھونے تک کو منع کر دیا گیا تھا وہ آپ نے کھانے کی بھی جرات کر لی۔ خیر جو ہو گیا سو ہو گیا۔ اب کسی صورت بھی واپسی ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس پھل کو سانپ پہلے ہی کھا چکا تھا لہذا وہ مقدس نہیں رہا تھا۔ اس لیے تم پہلی گنہگار نہیں ہو اور شاید اسی لیے تمہیں موت کی سزا نہ دی جائے۔ تم کہہ رہی تھیں کہ سانپ نے وہ پھل کھایا تو اس میں انسانی خصوصیات آ گئیں۔ تو ہمارے کھانے کے بعد ہم میں بھی دیوتاؤں یا فرشتوں کی خصوصیات آ سکتی ہیں۔ اور خدا نے تو ہمیں اشرف المخلوقات بنایا ہے ہم سے محبت کرتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ موت کا کہہ کر صرف ہمیں ڈرا رہا تھا۔ حقیقت میں ایسی کوئی سزا ہمیں نہیں ملے گی۔ اور خدا ہمیں اس لیے بھی سزا نہیں دے سکتا ختم نہیں کر سکتا کیونکہ ہمارے لئے بنائی گئیں اتنی زیادہ چیزوں کا پھر کیا مقصد رہ جائے گا۔ خدا کے پاس ہر چیز کی طاقت ہے اور وہ دوبارہ یہ سب چیزیں تخلیق کر سکتا ہے مگر یہ ایک مشکل کام ہے۔ اور پھر شیطان فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے کہتا پھرے گا کے دیکھو میں جیت گیا۔ خدا کے وعدے اور محبت تو اعتبار کے بھی قابل نہیں۔ میں جو پہلے اس کے بہت نزدیک تھا تھوڑی سی غلطی پر اسے بہت بڑی سزا دے دی گئی۔ مردود قرار دے دیا گیا۔ پھر میرے بعد آدم اور حوا کو اپنی پسندیدہ مخلوق قرار دیا۔ مگر ان سے ذرا سی غلطی ہوئی تو ان پر بھی غصہ کرتے ہوئے سزا دے ڈالی۔ اب دیکھو ان کے بعد کس کی باری ہے۔ ایسا موقع تو کبھی بھی نہیں ملنا چاہیے کہ دشمن طنز کر سکے۔ مذاق اڑا سکے۔ میں فیصلہ کر چکا ہوں کہ اب ہماری قسمت کے فیصلے ایک ساتھ ہوں گے۔ ایک ساتھ جینا ہے اور ایک ساتھ ہی مرنا ہے۔ تمہارے بغیر زندہ رہنے سے تمہارے ساتھ مر جانا میرے لیے زیادہ سکون کا باعث ہے۔ تم تو اب مجھے میری ذات کا حصہ لگتی ہو تو ہمیں کیسے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

آدم نے بات ختم کی تو حوا نے کہا۔

ثابت کر دیا کہ ہم ایک جان ہیں۔ ہمارا ایک دل ہے۔ اور میری محبت کی خاطر مرنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ اگر میں نے کوئی غلطی کی بھی تو آپ میری محبت کی خاطر اس گناہ میں شریک ہونے کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ یہ غلطی تو آپ کے پیار کا امتحان ثابت ہوئی۔ اگر یہ غلطی میں نہ کرتی تو کس طرح علم ہوتا کہ آپ کو مجھ سے کتنی شدید محبت ہے۔ مجھے علم نہیں تھا کہ اس پھل کو کھانے کے بعد مجھے سزا ملے گی اور آپ میری محبت کی خاطر اس سزا میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر یہ علم ہوتا تو آپ کو اذیت اور مشکل دینے کے بجائے میں اکیلے مرنا پسند کرتی۔ میں تو دراصل اپنے فائدے میں شریک کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ان باتوں کی وجہ سے ہی مجھے علم ہوا کہ آپ کی محبت میرے لئے کتنی شدید ہے۔ یقینی طور پر پھل کھانے کے بعد موت کے بجائے ہم پہلے سے زیادہ عقل و شعور کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ نئی خوشیاں ہمیں حاصل ہونگی۔ اگر موت آنی ہوتی تو میں مر چکی ہوتی۔ اس لیے آپ پریشان ہوئے بغیر موت کو ذہن سے نکال کر یہ خوشبودار اور خوشذائقہ پھل کھالی جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی اور شے نہیں کر سکتی۔ یہ کہنے کے بعد ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے اور انہوں نے آدم کو گلے سے لگا لیا کہ ان کی محبت کی وجہ سے وہ خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے ایک گناہ کر رہے ہیں۔

آدم جو آنکھیں بند کر کے محبت کی وجہ سے ایسے فیصلے کر رہے تھے انہیں ایسی سزائیں ہی تو ملنے والی تھی۔

لذیذ پھل کو حوا نے آدم کو دیا جس کو انہوں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کھالیا۔ اگرچہ انہیں کسی نے دھوکا نہ دیا تھا اور یہ علم بھی تھا کہ وہ خدا کی نافرمانی کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ ایک عورت کی محبت کی وجہ سے کر رہے تھے۔

زمین شدید طریقے سے لرزنا شروع ہوئی اور وہاں چاروں طرف موجود تمام فطرت تکلیف سے کراہ رہی تھی۔ آسمان افسوس میں تاریک ہو گیا۔ جھک گیا۔ بادل گرجنے لگے۔ بارش کے قطرے آنسوؤں کی طرح زمین پر گرنے لگے۔ آدم اس چیز کا احساس نہیں کر رہے تھے کہ ان سے کتنا بڑا گناہ سرزد ہو چکا ہے اور پھل کو کھانا جاری رکھا۔ حوا کو بھی اپنی سابقہ غلطی پر شرمندگی نہیں تھی بلکہ اس پھل کے کھانے میں آدم کے ساتھ شریک ہو گئیں۔ دونوں پر ہی شراب کا نشہ چڑھ چکا تھا۔ نشے کی حالت میں وہ محسوس کرنے لگے کہ ان کے پاس خدائی طاقتیں موجود ہیں اور وہ اب اپنے پروں کے ساتھ ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ زمین اور دوسری چیزیں انہیں حقیر نظر آنے لگیں۔ جھوٹے اور فریبی پھل کے کھانے سے دوسری علامات دوسرے اثرات بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ جنسی خواہش جسمانی ہوس وہ اپنے جسم کے اندر محسوس کرنے لگے اور آدم حوا کو للچائی ہوئی ہوس بھری آنکھوں سے گھورنے لگے۔ حوا بھی ایسی ہی شدت اپنے اندر محسوس کر رہی تھیں اور آدم کی ہوس بھری نگاہوں کا بھرپور ہمت افزا جواب دے رہی تھیں۔ ایسے ہی ہوس بھری نگاہوں سے وہ ایک دوسرے کو تکتے جا رہے تھے۔ پھل کھانے سے شرم و حیا ان سے رخصت ہو چکی تھی اور اب ان کا طرز عمل مختلف تھا۔

آدم حوا سے مخاطب ہوئے۔

یہ کہتے ہوئے وہ حوا کو ہوس بھری نگاہوں سے مسلسل دیکھے جا رہے تھے۔ جبکہ حوا کی ادائیں اور نگاہیں آدم کے جوش میں اضافہ کر رہی تھیں۔ آدم نے یہ بات کہنے کے بعد حوا کے ہاتھ کو پکڑا اور ایسی سایہ دار جگہ پر پہنچ گئے جہاں زمین پر پڑے ہوئے پھولوں نے ایک بستر کی شکل اختیار کر لی تھی۔ کافی دیر وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے رہے۔ اپنے گناہ کو اب

وہ وہ ثابت کر چکے تھے۔ اس پر مہر لگا چکے تھے۔ محبت کرنے کے بعد تھکن کا احساس ہوا اور سو گئے۔ پہلے تو وہ سکون کی نیند سوتے تھے مگر اب نیند میں بے چین اور پریشان رہے۔ جاگنے کے بعد بھی وہ اپنے آپ کو تھکا ہوا محسوس کر رہے تھے اور ہوس بھری نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے دماغ میں اب معصومیت کے بجائے گندگی غلاظت تھی۔ ان کی جس معصومیت نے انہیں گناہوں سے بچایا ہوا تھا وہ رخصت ہو چکی تھی۔ ان کی عظمت ان کا تقویٰ ان کی شرم وحیا ان کے

اے حوا وہ کتنی منحوس گھڑی تھی جب تم نے اس منحوس سانپ کی بات مان لی جو انسانی آواز میں بات کرنا سیکھ چکا تھا۔ ہم اسی کی وجہ سے پستی میں آگرے ہیں۔ اس نے جھوٹ بول کر بہکایا کہ اس پھل کو اٹھانے کے بعد دیوتاؤں کا مرتبہ حاصل ہو جائے گا۔ جس کے بعد ہم نیکی اور بدی کو دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ نیکی دے کر بدی وصول کرنے کا ہم نے سودا کیا۔ شجر علم کے درخت کو تو در حقیقت برا کہنا چاہیے۔ اس نے ہمیں یہ کس طرح کا علم دے دیا جس نے ہماری معصومیت اور شرم وحیا ختم کر کے ہمیں برہنہ ہی کر دیا۔ اس نے ہماری دولت یعنی عزت ایمان پاکیزگی کو ناپاک کرتے ہوئے ان سے ہمیں محروم کر دیا۔ ہم نے واقعی غلطی کی اور ہماری آنکھوں سے شہوت کی غلاظت عیاں ہے۔

میری یہ گناہگار آنکھیں خدا اور فرشتوں کا کیسے سامنا کر سکیں گی۔ پہلے تو انہیں دیکھنا میرے لیے خوشی کا باعث ہوتا تھا لیکن اب ان آسمانی ہستیوں کا سامنا کرتے ہوئے میں شرمندگی محسوس کر رہا ہوں گا۔ نورانی ہستیوں کو میری آنکھیں برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوں گی۔ کاش میں کسی جنگل کی اندھیری جگہ میں اپنے آپ کو چھپا سکتا۔ جہاں نہ سورج کی روشنی پہنچتی

اور نہ ستاروں کی اور میں کسی کو نظر نہ آتا۔ چنار اور صنوبر کے درخت اپنی شاخوں میں مجھے چھپا لو تاکہ میں شرمندگی سے بچ سکوں اور خدا اور فرشتوں کا سامنا نہ کر سکوں۔

لیکن سب سے پہلے تو مجھے اپنے جسم کے برہنہ حصوں کو چھپانا ہے۔ جسم کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا برہنہ ہونا بہت ہی شرم کا باعث

آدم کے اس مشورے کے بعد دونوں گھنے جنگلوں میں جاتے ہیں اور انجیر کے درخت کے پتے اس کام کے لیے مناسب نظر آئے۔ یہ انجیل کی اس نسل کا درخت تھا جس کے پھل کھانے کے بجائے اس کے چوڑے پتے سایہ دینے کے کام آتے تھے۔ اس کی لمبی شاخیں زمین پر پہنچ کر ایک نئے درخت کی مانند نظر آنے لگتی ہیں جو ان کی بیٹیوں کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ اس میں چھت اور برآمدہ بن جاتا ہے۔ شدید گرمیوں میں انڈیا کے چرواہے اس کے سائے میں بیٹھ کر سکون کا سانس لیتے ہیں۔ درختوں کے درمیان سوراخ کھڑکیوں کی مانند بنے ہوتے ہیں جن کے ذریعے یہ جانوروں کی نگرانی بھی جاری رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے علاقوں دکن اور مالابار میں یہ درخت بکثرت پائے جاتے ہیں۔ آدم و حوا کی معصومیت اور حسن تو ختم ہو چکا تھا اس لیے انہوں نے ان پتوں کو کسی نہ کسی طریقے سے جوڑا اور اپنی برہنگی کو دور کیا۔

ان پتوں کے ساتھ آدم و حوا اس طرح نظر آ رہے تھے جیسے امریکہ کو دریافت کرنے کے بعد کولمبس نے وہاں کے حبشی قبائل کے لوگوں کو ایک جھالر اپنی کمر کے گرد باندھے ہوئے دیکھا تھا۔

پتوں سے اپنی شرمگاہوں کو تو چھپا لیا لیکن اپنے گناہ کو اپنی حکم عدولی نافرمانی کو وہ کس طرح چھپا سکتے تھے اس لیے ذہنی طور پر سکون میں نہ تھے۔ وہ رو رہے تھے اور بارش کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔ اب پھل کھانے کے بعد وہ غصہ بھی کر رہے تھے

نفرت بھی تھی اور اختلاف بھی۔ اور انہیں منفی جذبات سے ان کا سکھ اور چین برباد ہو چکا تھا۔ پہلے عقل و شعور انہیں سیدھا راستہ دکھاتی تھی مگر اب اپنی ہی خواہشات کے ہاتھوں وہ برباد ہو رہے تھے۔ عقل و شعور پر جنسی خواہشات غالب آچکی ہیں۔

صبح سے ہی میں تمہیں سمجھاتا رہا کہ تمہیں مجھ سے دور نہیں جانا چاہیے۔ تو کاش تم میری بات کو مان لیتیں۔ مگر تمہارے ذہن میں تو آوارہ گردی چھائی ہوئی تھی۔ اگر میری بات مان چکی ہوتیں تو آج ہم کتنی خوش گوار زندگی بسر کر رہے ہوتے۔ ہر قسم کی خوبیاں اور اچھائیاں ہم سے چھینی جا چکی ہیں۔ اس وقت کس قدر شرمندگی کی حالت میں برہنہ اور پریشانی کی حالت میں ہیں۔ انسان کو ہر صورت میں اپنے آپ کو ایمان کی آزمائش سے بچانا چاہیے۔ ایمان کی آزمائش میں انسان کو شکست بھی ہو سکتی ہے اور محبت کا خاتمہ بھی۔ حوا نے محسوس کیا کہ اس خراب اور افسوسناک صورتحال کی ذمہ داری ان پر ڈالی جا رہی ہے تو غصے میں آدم کو کہنے لگیں۔

آپ سخت الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے میری غلطی کو آوارہ گردی کے شوق کا نام دے رہے ہیں۔ جبکہ اگر آپ میرے ساتھ موجود ہوتے تو اس وقت بھی ایسا ہونا ممکن تھا۔ اگر اکیلے ہوتے تو اس کی عقلمندانہ باتیں آپ کو بھی فریب دے جاتیں۔ میری تو اس سانپ سے کوئی دشمنی نہیں تھی اس لئے میں نے سوچا کہ وہ مجھے کیوں کر نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ مجھے آپ سے دور نہیں جانا چاہیے تھا تو اگر ہمیشہ آپ کے ساتھ ہی رہنا تھا تو بہتر تھا کہ میں پیدا ہی نہ کی جاتی اور آپ کی پسلی کا حصہ ہی رہتی۔ اور خاندان کے سربراہ بھی تو آپ ہی ہیں۔ آپ کا فرض تھا کہ مجھے سختی سے دور جانے سے روک دیتے۔ لیکن

آپ نے تو میری بات سے اتفاق کرتے ہوئے مجھے جانے کی اجازت دے دی۔ سختی سے مجھے روکنے کی صورت میں نہ میں جاتی اور نہ خدا کی حکم عدولی ہوتی۔

آدم کو اب غصہ آ چکا تھا تو کہنے لگے۔

یہ تم نے میری محبتوں کا خوب صلہ دیا۔ حوا تم تو بہت احسان فراموش اور ناشکری نکلیں۔ خدا کی نافرمانی کے بعد گمراہ تو تم نے اپنے آپ کو کیا۔ میں تو تمہارے بغیر بھی خدا کے زیر سایہ اس کی شفقت میں شاندار زندگی بسر کر سکتا تھا۔ مگر میں نے تمہارا ساتھ دیتے ہوئے تمہارے ساتھ مرنے کا ارادہ بھی ظاہر کر دیا۔ مگر اب اپنی غلطیوں کا بوجھ بھی میرے کندھوں پر ڈال رہی ہو۔ کیا میں نے تمہیں بار بار رکنے کی تاکید نہیں کی تھی۔ خبردار کرنے ڈرانے شدید ترین دشمن کے بارے میں بتانے کے علاوہ کس طرح میں تمہیں روک سکتا تھا۔ کیا تمہیں مار پیٹ کر روکنا چاہیے تھا۔ جنت میں تو اس چیز کی اجازت نہیں ہے۔ تم تو اپنے



www.syedirfanali.com
پیراڈائز لوسٹ
جان ملٹن

کینٹربری ٹیلز

چاسر

سید عرفان علی

انگریزی کی قدیم ترین نظم

بیوولف

پیئرز پلومین

ولیم لینگ لینڈ

ٹامس ہارڈی

کی تمام شاہکار کتب

آڈیو اور ٹیکسٹ

چارلس ڈکنز

کی تمام شاہکار کتب

آڈیو اور ٹیکسٹ

جارج ایلیٹ

کی تمام شاہکار کتب

آڈیو اور ٹیکسٹ

سید عرفان علی ڈوٹ کوم کی تمام کتب پیکا ایکٹ
اور ڈی ایم سی اے کے تحت کاپی رائٹڈ ہیں

سید عرفان علی

اس کتاب کی آڈیو بک ڈائون لوڈ کریں

دنیا کی بہترین کتب کے تراجم آڈیو اور ٹیکسٹ ڈاؤن لوڈ کریں

www.server555.com
www.SyedIrfanAli.com